

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۵۰

ماہوار رسالہ

# شمالی اسلام

جامع مسجد

مقام اشاعت {  
بھیرہ (پنجاب)  
چند سالانہ  
دور پیہ

۱۹-۳۵  
بیت ماہنامہ  
میدر  
ظہور احسن گوی

# ساد کا م

علیٰ حضرت جامع الشریعت الطریق فخر العلماء قدس اسکن  
زبدۃ العارین امام العارفین مولانا الحاج محمد ذاکر گوی نور الدین قدس

اعراض و مقاصد

۱۔ اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت امام۔  
۲۔ اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

## قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے مگر جو صاحب یا خریدار اس سے زیادہ  
رقم بخرش اعانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص تصور ہوں گے۔ ایسے حضرات  
اسماء گرامی شکر یہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔

۲۔ غریب غلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے  
۳۔ ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ بلا  
معاوضہ بھیجا جائیگا چند ممبری کم از کم چار آنہ (۴) ماہوار مقرر ہے۔

۴۔ جو صاحب کم از کم ۵۰ خریدار دیں گے وہ معاونین میں شمار ہوں گے۔ اور ان کی خدمت میں  
ان کی خواہش پر ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

۵۔ بذریعہ وی بی ارسال کرنے پر ہم زیادہ خرچ ہوتے ہیں نیز بعض اصحاب وی بی دیکھتے ہیں  
لیکھے دفتر کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خریداران نہ چندہ بذریعہ مینی آرڈر ارسال فرمایا کریں  
۶۔ نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر ملے گا۔ مفت نہیں بھیجا جائیگا۔

۷۔ رسالہ ہر گزینی ماہ کی ۲۰ تاریخ کو بھیجے سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے چونکہ رسائل کے  
چوڑوں کی آج کل کثرت ہے اس لئے جس صاحب کو نہ ملے وہ یکم سے پہلے اطلاع  
دیں ورنہ دفتروں و مہ دار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل نام

مینچر سلسلہ شمس الامم بھیرہ (پنجاب) ہوئی چاہیے

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ماہوار

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	باب التفسیر - مولانا مولوی محمد حنیف صاحب کوٹ موئن	۲
۲	باب الحدیث - مدیر	۴
۳	باب الفقہ	۵
۴	سلاک جوہر	۷
۵	فضائل ماہ رجب	۹
۶	تحقیق المسائل (تکفیر سلم) مولانا شاہ محمد شرف الدین صاحب ازبہار	۱۰
۷	شذرات	۱۲
۸	قادیانی مسمۃ	۱۴
۹	افضل الانبیاء	۲۱
۱۰	ایک بصیرت آموز واقعہ	۲۲
۱۱	شیعہ مذہب کی برکات	۲۸
۱۲	پیغمبر اسلام ایک طبیب کی حیثیت میں (عبدالمولوی عبدالغفور صاحب)	۳۱
۱۳	نظم - نالہ دول (صنی بکھنوی)	۳۴
۱۴	کیفیت کارکردگی (مدیر)	۳۵
۱۵	نظم (عبدالمجید صاحب مدرس اسلامیہ سکول بھیرہ)	۳۸

## باب التفسیر

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَاحِدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پارہ ۲۲ سورہ احقاف)

ترجمہ نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم غم میں سے کسی جو انمرو کا باپ اور لیکن  
رسول ہے اللہ کا اور ختم کرنے والا تمام انبیاء کا۔ اور اللہ جلد شانہ ہر چیز کو اچھی طرح  
جانتے والا ہے۔

اب ناظرین حق میں بخور لا خط فرمادیں۔ کہ لفظ خاتم النبیین جو کہ مقصود بالذات  
اس عنوان میں عربی لفظ ہے۔ اس کے بالضروری معنی ہونگے اور ہونے چاہئیں جو عرب کے  
محاورہ اور ان کی بول چال میں مرقع ہے۔ اور اب تک ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید خاص محاورہ عرب  
میں نازل ہوا۔ اسی وجہ سے کسی ذی علم یا بے علم کو جائز نہیں ہو سکتا۔ کہ ان معنوں کو متروک کر کے  
غیر معنی بیان کرے۔ اگر کوئی کرے گا۔ تو اسے محرف کہا جائیگا۔ جو مذموم عند القرآن ہے  
اور معتاد و موصوف بصفات ایہود ہوگا۔ لا ذلک ان دأبہم جھگڑا و تحریف  
المقدرات۔ خاتم النبیین میں دو لفظ ہیں۔ خاتم اور النبیین لفظ خاتم دو طرح  
سے آیا ہے۔ یعنی من الرسول المقبول مسموع بکسر التاء و لفتح الذاء اگر یہ مندوبان  
میں زبیری زیادہ رائج ہے۔ اس لفظ کے تین معنی ہیں۔ مٹہر انگوٹھی۔ آخرت ہے۔  
لیکن ہر ایک معنی کے لئے محل جدا گانہ للاستعمال فی لسان العرب ہیں۔ چنانچہ  
جس وقت لفظ خاتم مضاف بمطوف جماعت ہو۔ کما فی ہذا العنوان اس وقت میں اس  
کے معنی آخر النبیین ہی ہوں گے۔ دو ستر ہرگز برائے قواعد نہیں ہو سکتے چنانچہ  
کتاب لسان العرب جو کہ ایک نہایت معتبر اور مستند لغت عرب کی کتاب ہے۔

اس میں اس آیت شریفہ کو مبسوط مثال و شہادت پیش کیا گیا ہے۔ اسی عبارت میں  
خَتَمُ الْقَوْمِ وَخَاتَمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ  
خَتَمُ الْقَوْمِ وَخَاتَمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ  
خاتم القوم اور خاتم القوم ت کو زیر اور  
خاتم القوم ت کو زیر آخر قوم کو کہتے  
ہیں یعنی جب لفظ خاتم اور خاتم خاتم  
علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام

وَاخْتَارَهُمُ وَاخْتَارَهُمُ مِنْ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي التَّنْزِيلِ الْخَيْرُ  
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِهِمْ وَلَكِنْ  
رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَوْ آخِرُهُمْ  
لسان العرب ۵ المطبوعه مصر ۵ ۱۱

کو ایک جماعت کی طرف مضاف کریں۔ تو  
اس کے معنی آخر اور انتہا کے ہوتے ہیں  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم جمیع الانبیاء  
ہیں۔ اور خاتم اور خاتم دونوں آپ کے نام  
بھی ہیں۔ اور قرآن مجید جو ماکان محمد الخ آیا

ہے۔ وہاں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ یعنی آپ کے بعد کوئی مجدد بنی کسی  
مرتبہ کا نہیں آئیگا۔ اس پر بھی غور کرنا چاہئے۔ کہ صاحب لسان العرب نے خاتم النبیین کے  
معنوں میں کس قدر تفصیل کی ہے۔ مگر اس کا کبھی اشارہ ہی نہیں کیا۔ کہ لفظ نبیین خاص  
انبیاء مراد ہیں پس معلوم ہوا۔ کہ برائے محاورہ عرب تخصیص کرنا بلا دلیل اور تحریف  
معنوی ہوگی ۱۲

پس جب لغت عربی سے علی قرآن کے معنی خاتم النبیین کے آخر النبیین کے  
ہیں تو کلام الہی کی نص قطعی سے ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی بھیجے گئے ہیں سب کے بعد حضور ہی ایسے نبی ہیں۔ کہ آپ  
بعد کسی فرد کو مرتبہ نبوت نہ دیگا۔ اسی لئے حضور نے خود بھی لفظ خاتم النبیین کی  
تفسیر کا شغل لابی بعدی کے ساتھ فرمایا جتنا چھ مسلم۔ ترمذی۔ ابو داؤد میں ہے  
وَ اِنَّهُ سَيَكُونُ فِي اُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ بَرَعَمُ اَنْذَ بَنِي اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ  
الْنبِيِّينَ (ابن بعدی)۔ اس جملہ وَاَنَا خَاتَمُ الْنبِيِّينَ (ابن بعدی) کا حاصل یہ  
ہوا۔ کہ قرآن میں مجھے خاتم النبیین بولا گیا ہے۔ اس کی تفسیر میں لابی بعدی کیساتھ  
کرتا ہوں۔ پس جب خود رسول الہی نے ہی جتنی سمجھے ہیں۔ تو کیا مجال کہ اب جھوٹے مدعی  
مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی کا مطلب مدعی نبوت ہونے کا درست ہو سکے۔ سو جو کہ  
اسی فقرہ لابی بعدی میں لفظ نبی نکرہ ہے جو قسم کے نبی کو شامل ہے۔ خواہ  
نشری ہو خواہ غیر شرعی ظلی ہو یا بروزی۔ طفیلی ہو یا غیر طفیلی۔ اس پر لابی جنس کا  
آگیا جو کہ فائدہ عموم دے رہا ہے۔ یعنی کسی قسم کا کوئی نبی میرے بعد نہ آئیگا۔ اس سے  
لفظ النبیین کے معنی کی کامل تشریح ہو گئی۔ کیونکہ اس پر بھی الف لام استغراقیہ جس کے  
معنی یہ ہوتے کہ حضور تمام انبیاء (خواہ کامل مرتبہ ہو خواہ کم۔ خواہ ظلی ہو خواہ طفیلی سب کے آخر میں

آپ ہیں۔ پس کس قدر افسوس ہے کہ مزلے قادیان نے مسیح موعودؑ کو نہایت دعویٰ کیا اور دو چار عیسائیوں کو تو مسلمان نہ بنا سکے۔ لیکن کئی کروڑ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔

## باب الحدیث صلاح بین الناس

- ۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
کیا ! نہ آگاہ کروں میں تم کو اس درجہ سے بڑھ کر نماز۔ روزہ اور صدقہ سے صحابہ نے عرض کیا بیشک رسول اللہؐ نے فرمایا۔ آپس میں صلح کرانا اور آپس میں فساد کرنا مٹا دینا ہے (ایمان) کو (عن ابی درداء)
- ۲۔ پرہیز کرو۔ آپس میں برائی ڈالنے سے کہ وہ نیک اعمال کو مٹانے والی ہے۔  
(عن ابی ہریرہ مشکوٰۃ شریف)
- ۳۔ جو کسی کو ضرر پہنچا دے گا۔ خدا تعالیٰ اُس کو ضرر پہنچا دے گا اور جو کسی مشقت میں ڈالے گا۔ خدا اُس پر مشقت ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ)
- ۴۔ ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ وہ جھوٹا نہیں ہے جو آدمیوں میں صلح یا اصلاح کرے۔ اور اچھی بات کہے۔ یا اصلاح کی غرض سے کوئی اچھی خبر ایک کی جانب دوسرے کو پہنچائے (ام کلثوم غفیرہ مشکوٰۃ)
- ۵۔ مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو پائیدار کرتا ہے۔ (ابی موسیٰ احیاء العلوم)
- ۶۔ لوگوں کی آپس میں صلح کرنا بہترین صدقہ ہے (احیاء العلوم)
- ۷۔ ابو ثعلبہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہؐ سے اس آیت (لا یضرکم من ضل اذا اخطا) کی تفسیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھی بات کا حکم کرو۔ اور بری بات سے منع کرو۔ اگر تم کو معلوم ہو کہ حرص کی پابندی کی جاتی ہے اور خواہشات نفس کی پیروی کی جاتی ہے۔ اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور میرا صاحب لئے اپنی رائے پر نازاں ہے تو اپنی جان کی فکر کرو۔ اور عوام کو ان

کے حال چھوڑ دو۔ کہ تمہارے پیچھے ایسے فتنے ہیں۔ جیسے اندھیری رات کی ٹیڑھے جو کوئی ان میں سے ایسے طریقے کو اختیار کرے گا۔ جس پر تم ہو۔ تو اس کو تم سے پچاس گنا اجر ملے گا۔ کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! اس وقت کے لوگوں میں سے پچاس کے برابر ہوگا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ تم میں سے پچاس کے برابر۔ اس لئے کہ تم کو نیک کاموں میں مددگار ملجاتے ہیں مگر ان کو کھبلائی کی مدد کرنے والا ملتا نہ ہوگا۔ (زاد المعاد ج ۱، علوم)

۸۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے ابویوب! کیا میں تم کو ایسا صدقہ نہ بتا دوں کہ اللہ اور اس کے رسول کو خوش کرے۔ اصلاح کرو۔ آدمیوں میں جس وقت ان میں فساد پڑ جاوے۔ اور ملاؤ ان کو جب وہ متفرق ہو جاویں۔ (ابویوب - کنز)

## باب الفقه

### زکوٰۃ

چونکہ ماہِ حِجَب میں عام طور پر زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ رائج ہے۔ اور ماہِ حِجَب تطہیرِ موال کے لئے مخصوص ہے۔ لہذا مختصر مسائل زکوٰۃ درج کیئے جاتے ہیں۔ رسالہ شمس الاسلام جلد ۱ میں تفصیل کے ساتھ ایسے مسائل درج کیئے گئے تھے جس سے بہت اصحاب کو فائدہ حاصل ہوا۔

زکوٰۃ موکل ترین فرض ہے۔ اس کے تارک کے لئے فتاویٰ عالمگیری میں قتل کا حکم ہے۔ مسلم۔ عاقل۔ آزاد اور بالغ صاحبِ نصاب جس کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد مال موجود ہو اور جسے مال پر ملکیت و قبضہ حاصل ہو۔ اور مال پر قرضہ محیط نہ ہو۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ ایسے مال کا نقدیت کی صورت میں موجود ہونا۔ یا حیوانات کا ہونا یا اس مال کا تجارت کی نیت سے رکھا ہونا ضروری ہے۔ سال میں قمری حساب معتبر ہے شمس معتبر نہیں۔ نصاب اگر اول یا آخر خیال میں پورا ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگرچہ درمیان سال میں کمی واقع ہو۔ زکوٰۃ کی صحت کے لئے اسلام



عقل۔ بلوغ اور نیت کا ہونا اور تملیک یعنی جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو قابض و مالک بنا دینا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا مال تقسیم کرنے کے لئے وکیل بنا تو وکیل کو دینے وقت زکوٰۃ کی نیت کرے۔ خواہ وکیل تحقیق کو دیتے وقت نیت کرے یا نہ کرے ادا ہو جاتی ہے۔

نصاب۔ سونے کا نصاب پانچ تولہ اور چاندی کا نصاب پانچ ۵۲ تولہ ہے سونے اور چاندی کے مال میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

مستحقین۔ ۱۔ فقیر۔ وہ ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہ ہو۔ ۲۔ مسکین۔ وہ ہے جس کے ملک میں یا نکل کوئی چیز نہ ہو۔

۳۔ طالبان علوم و دینیہ اگرچہ غنی ہوں ان کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ کیونکہ انہوں نے نبیؐ کام کے عوض اپنے نفس کو کس معاش سے بند کر رکھا ہے (در المختار) ۴۔ قریبوں کو چھڑانے میں۔

۵۔ ایسے قرضداروں کا قرضہ ادا کرنا۔ جو مالک نصاب نہ ہوں۔

۶۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کی امداد۔

۷۔ مسافر جو اپنے وطن سے دور ہو۔ اگرچہ گھر میں غنی ہو۔ (عالمگیری)

اپنے اہل اور اپنی فرج۔ اپنی عورت۔ اپنے خاوند۔ اپنے غلام۔ صاحب نصاب یا بنی عباسؑ۔ نہ تجارت اور نہ مالی طالب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں مسجد۔ بل مسکن۔ شرک کی اصلاح۔ کفن موتی۔ اولئے قرض موتی وغیرہ میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ علمائے کرام کے فتاویٰ کے مطابق طلباء علوم دینی ہی آج کل مصرف زکوٰۃ سمجھے جاتے ہیں۔ کس لئے کہ بیشتر تو یہ غربت زدہ مسافر ہی ہوتے ہیں جن کا

۱۔ جو صاحب کسی دینی مدرسہ یا دارالعلوم غریبہ پھر کے غریب طلباء کیلئے مال زکوٰۃ عطا فرمائے وہ اراکین مدرسہ کیلئے اپنی طرف سے وکیل مقرر کر سکتے ہیں۔ اور زکوٰۃ کی رقم کی تصریح بھی کر دیا کریں بعض حضرات زکوٰۃ کی رقم سے بھی پیشہ میں اور تصریح نہیں کرتے۔ اس طرح کسی اور مصرف میں اپنے کا خطرہ رہتا ہے لہذا جو صاحب دارالعلوم غریبہ پھر کے طلباء کیلئے زکوٰۃ کے مال سے امداد دینا چاہیں وہ ناظم حزب انصاف پھر کو وکیل سمجھ کر بھیجیں اور تصریح کر دیا کریں تاکہ صحیح مصرف پر خرچ ہو۔ ۲۔ عالم فقیر کو نسبت جاہل فقیر کے دینا افضل ہے۔ (زاہدی عالمگیری)



اس زمانہ میں کوئی پسان حال نہیں ہوتا۔ اور سبکین بھی ہوتے ہیں۔ کہ دن بھر  
 فاقہ کشی سے علم حاصل کرتے ہیں۔ اور جب جھوٹ سے تنگ آکر حضرت محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اعوان و انصار کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ  
 ان کا کوئی تہذیب و نظر آئے تمسخری کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ تب یہ کس حسرت  
 اس فقرہ کو اس غربت میں کہتے ہیں۔  
 دریں دیار نہ پاتے نہ ٹھکسارے ہست  
 بیا اجل بتو مارا ضرور کاے ہست

(از فتویٰ مولوی عبدالحق دہلوی ۲ شعبان ۱۳۱۶ھ)  
**ناظرین** رسالہ مذا و جمیع انصار و اعوان دین اسلام کی خدمت میں گزارش  
 ہے۔ کہ اپنے صدقات و خیرات و زکوٰۃ سے دارالعلوم غزنیہ و قلع مسجد جامع بھیرہ  
 کی امداد کریں۔ ورنہ اب مسلمانوں کی امداد کے بغیر اس چشمہ فیض کا باقی رہنا محال  
 نظر آ رہا ہے۔ ایک سال کا عرصہ جس حالت میں گذرا۔ اس کا علم خالق ذوالجلال  
 کو ہی ہے۔ اہل ثروت عام بھیک منگوں اور پیشہ ور گداگروں کو مال از زکوٰۃ دے کر  
 ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر یہی مال کسی دینی خدمت پر خرچ ہو تو روز کے چند  
 اور اپیلوں سے نجات ہو سکتی ہے۔ اور اسلامی ادارے کامیابی سے چل  
 سکتے ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

## سلکِ ہواہر

(از ملفوظات شمس العارفین خواجہ شمس الدین میاوی قدس سرہ العزیز)  
 کسی نے عرض کیا۔ کہ اس بیت کے کیا معنی ہیں۔  
 مناب از عشق رو گر چہ مجازی است  
 کہ او بہر حقیقت کار سازی است

فرمایا۔ عشق مجازی سے مراد اتباع احکام شریعت و اتباع احکام طہارت  
 ہے۔ جب مرید صادق ان دونوں پر ثابت قدم ہو۔ یقین ہے کہ بہتر عشق حقیقی

پہنچ جائیگا۔ عارفان کامل سرعشق پروردہ شریعت میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔

از خیال لطف جمی مشاطہ مچالاک طبع  
در ضمیر برگ گل خوش می کند پنهان گلاب

لطف صفت شراب ہے اور سے عرفان باری تعالیٰ۔ و مشاطہ عارف و  
چالاک طبع صفت اس کی۔ اور برگ گل احکام شریعت اور گلاب مراد عشق حقیقی  
ہے۔ یعنی جیسا کہ گلاب پتے گل میں چھپا ہوا ہے۔ اسی طرح عارف کامل عشق کو  
لباس شریعت میں چھپا رکھتا ہے۔ یعنی ظاہر اپنا شریعت سے اور باطن حقیقت  
سے آراستہ رکھتا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

میں دل بدست آوردن سے مراد یہ ہے کہ جب ماسوی اللہ دل سے باہر کرے  
اور وقت ذکر رمویٰ میں مشغول ہے۔ سہو یا کسی اور وجہ اگر نماز قضا ہو جائے  
تو اس کی قضا کا طریقہ کتب فقہ میں درج ہے۔ مگر جو نفس غفلت کے ساتھ گزرتے  
اس کی تلافی محال ہے۔

نماز کے دو قسم ہیں۔ ایک صوری دوسرا معنوی۔ نماز صوری حسب امر  
شرعیّت بشرط آداب تجا لائے۔ معنوی وہ ہے کہ ماسوی اللہ سے ترک  
کرے۔ اور بحضور حق تعالیٰ متوجہ ہوئے۔ ذکر حق بھی بمنزلہ نماز کے ہے۔ کہ  
مخصوص نماز سے یا وحی ہے۔ اور ارکان نماز کے تین قسم کے ہیں۔ قولی فعلی  
قلبی۔ قولی مثل قرأت و فعلی مثل قیام و رکوع و سجود وغیرہ جمیع حرکات۔  
اور قلبی مثل حضور دل یعنی سب ماسوی اللہ سے روگرداں ہو کر حق کی طرف  
متوجہ ہوئے۔

فوق طاعت بے حضوری دل نیاید، هیچ کس

طالب حق را دل حاضر دریں درگاہ بس

اور نزدیک الصغیا کے بدل حضور قلب نماز جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے  
لا صلوة الا بحضور القلب اور یعنی اس حدیث کے چند وجوہ سے کہتے ہیں یعنی نزد  
بعض کامل ثواب نماز میں حضور محال نہیں تا اور بعض کے نزدیک صحت نماز کیلئے حضور شرط ہے۔

# فضائل ماہِ حِجَب

ماہِ حِجَب نہایت شہرک مہینہ ہے اور اس کے بعد شعبان اور رمضان کے مہینے ہیں۔ تینوں مہینے اسلامی دنیا میں تعلق باللہ قائم کرنے کے لئے مخصوصیت سے مشہور ہیں۔ حِجَب کے فضائل میں کئی احادیث وارد ہیں۔ ماہِ حِجَب تطہیر اموال، ماہِ شعبان تطہیر احیام و ماہِ رمضان تطہیر قلوب کے لئے خاص ہیں۔ ماہِ حِجَب میں اہل ثروت اموال کا حساب سر کے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اسی ماہ میں حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ فتح مکہ بھی سے مندرجہ ذیل اوراد و وظائف نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین ان پر عمل کر کے فلاحِ اخروی حاصل کریں۔

ذکر ماہِ حِجَب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رجب چاند دیکھتے فرماتے اس مہینے کی پہلی رات کو بعد از نماز مغرب بیس رکعت دس سلام کے ساتھ چھ بعد از فاتحہ اخلاص ایک بار پڑھے۔ بہت بہتر ہے۔ اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ ایک بار پڑھے اور اخلاص میں بار دوسری رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ و اخلاص اور محمود تین ایک بار پڑھے اور بعد از سلام تین بار لا الہ الا اللہ کہے اور تین بار درود بھیجے اور حاجت مانگے۔ روا ہو۔

اوّل ماہِ حِجَب روزہ رکھے اور غسل کرے جب آفتاب نکلے تو پڑھے  
 اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ  
 وَحْدَهُ لَا شُؤْبَ لَهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا حَقًّا۔ بڑی فضیلت ہے  
 رجب کی نو چند ہی جمرات کو روزہ رکھے۔ کیونکہ شبِ جمعہ کو لیلۃ الرغائب ہوتی ہے۔ اور رغائب رغیبہ کی جمع ہے۔ اور رغیبہ کے معنی عطاء کثیر کے ہیں۔ اور اہل اللہ کو اس رات میں خدا کی طرف سے بہت سی عطا ہوتی ہے۔ اور جب مغرب کے فرض اور سنت سے اس جمعہ کی شب کو فارغ ہو۔ چھ رکعت میں سلام سے کہ صلوٰۃ ادا میں ہے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد از فاتحہ اخلاص تین بار پھر بارہ رکعت نقل چھ سلام سے پڑھے جس کی

سلسلہ اس ماہ میں دارالعلوم کراچی نے طبع کیا ہے۔ علماء کرام کے فتویٰ کے مطابق حلال طبع و کسب و بیعہ کی ذمہ داری ہے۔

ہر رکعت میں بعد از فاتحہ سورہ قدر ۳ بار اور اخلاص ۱۲ مرتبہ پڑھے۔ اور بعد فراغت  
 یہ دو مرتبہ بار پڑھے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ  
 سجدہ میں سر رکھے۔ اور سر مرتبہ سجدہ میں کہے۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ  
 رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّسُلِ۔ اور سجدہ سے سر اٹھائے اور بیٹھے اور سر مرتبہ  
 پڑھے۔ رَبِّ اَعْفُوْا رَحْمَةً وَجْهًا نَّعْلَمُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔  
 پھر دوبارہ سجدہ میں سر رکھے اور سر مرتبہ پڑھے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ  
 الْمَلَائِكَةِ وَالرُّسُلِ اور سجدہ میں حاجت مانگے دعا ہوگی۔ اِنَّا اللّٰهُ تَعَالٰی۔

## تحقیق المسائل

### (تکفیر مسلم)

جاننا چاہئے۔ کہ جمہ فقہاء بتا کہ تمام اقام فرماتے ہیں کہ تکفیر مسلم میں نہایت  
 احتیاط لازم ہے۔ جب تک تاویل کلام مسلم کی ممکن ہو۔ ہرگز فتویٰ کفر کا دینا  
 نہیں چاہئے۔ اور امر محتمل پر تکفیر مسلم کا مواخذہ اپنے ذمہ لینا نہیں چاہئے۔  
 اور جب تک وجہ کفر کی اجماعی نہ ہو۔ اگرچہ بہت سی روایات قویہ متفقہ اپنے  
 مذہب کی تکفیر میں موجود ہوں۔ اور ایک روایت ضعیف خلاف مذہب بھی ثبوت  
 اسلام میں ہو تب تک تکفیر مسلم جائز نہیں ہے۔ تا آنکہ گناہ کے احتمال کفر کا  
 اور ایک احتمال اسلام کا ہو۔ فتویٰ اسلام کا دیا جاوے گا۔ اور اگر سر روایت  
 متفقہ تکفیر میں ہوں اور ایک روایت عدم تکفیر میں۔ پس روایت غیر تکفیر کی  
 اختیار کی جائے گی۔ اصرار صغیرہ پر بھی اطلاق کبیرہ کا اور اصرار کبیرہ پر خوف  
 کفر کا ہو جاتا ہے۔ اور اگر مرکب کبیرہ اپنے افعال قبیحہ و گناہ کبیرہ پر متصر ہو  
 بلکہ نادم و منفعل ہے۔ تو وہ مرکب گناہ کبیرہ کا و فاسق و فاجر ضرور ہے لیکن  
 اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اور فتویٰ کفر کا بلا تاویل نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ  
 بعد نہایت عوز و غرض بر حالات مجموعی اس کے فتویٰ دینا چاہئے۔ فرقہ

وہاں بہ غیر مقلدین کی البتہ یہ عادت ہے کہ بات بات پر فتویٰ کفر کا دینا ان کا شیوہ ہے۔ ہم لوگ احناف کو مسئلہ تکفیر میں بہت احتیاط لازم ہے۔ چنانچہ ایک فتویٰ علما و بھوپال کا رباب تکفیر شوائکے فقیر کی نظر سے گذر اٹھا جس میں مدار تکفیر کا ان الفاظ پر تعلق جو الفاظ کلام میں آکا بر سابق مثل مولانا جامی و نظامی وغیرہ کے اشعار رختیہ و شوقیہ میں موجود ہیں۔ کہ وہ الفاظ بنظر معنی ظاہری خلاف نشان نبوی ہیں صلعم جیسے لفظ ضم بہت شوخ۔ ظالم۔ پری۔ پرواہ و غیر ذلک جن کے مفہومات مصطلح اور صرف تشبیہات و استعارات مقصود ہیں اور معنی ظاہری خلاف ادب ہرگز مراد نہیں۔ ان کی نسبت یہ کہا ہے۔ کہ استعمال اس تشبیہات و استعارات در حق آنحضرت صلعم حریض مقصود قائل مدح باشد۔ بے شبہ گفراست۔ فقط۔ اس فتویٰ کی دلیلی دیکھنے سے کفرین رہبت حیرت ہوئی کہ ان حضرات نے تکفیر مسلم کو جو مقام نازک اور اتر عظیم ہے۔ نہایت آسان سمجھا ہے۔ اور اس وعید کا مطلق لحاظ نہیں فرمایا۔ جو در باب تکفیر مسلم کے وارد ہے۔ کیونکہ جو شخص مسلم کو کافر کہے۔ اس کے حق میں خود خوف ہے۔ اسی واسطے متاخرین نے جہالت کو بھی عذر گردانا ہے۔ اور اگرچہ مقدمین کے نزدیک تکفیر باوصف جہالت قول و فعل کفر کے جائز ہے۔ مگر متاخرین نے جائز نہیں رکھا۔ پس افسوس کا مقام ہے۔ کہ جن کتابوں سے استدلال حضرات کفرین کا ہوتا ہے۔ ان میں اور دوسری کتب متداولہ میں نہایت تاکید احتیاط کی مسئلہ تکفیر مسلم میں موجود ہے۔ اور صاف کہا ہے۔ کہ جو الفاظ تکفیر کے کتب فتاویٰ میں مذکور ہیں۔ ان پر فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ ساتھ اس کے ان حضرات نے بڑے بڑے اکابر علماء پر اطلاق کفر بلاشبہ لکھا۔ اور بطرف تحقیق مسئلہ اور تاویل کلام کے مطلق ملتفت نہیں ہوئے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف لفظ کافی نہیں ہے۔ بلکہ وہ نیت کو دیکھتا ہے۔ لہذا کسی شخص خاص کو اگرچہ فی الحال وہ کافر غیر مسلم ہی ہو کافر کہنے میں احتیاط چاہئے کیونکہ آخر حال اس کا معلوم نہیں ہے۔ شاید خاتمہ اس کا اسلام پر ہو۔ چہ جائیکہ کسی شخص مسلم کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر کہنا۔ ہند میں اس کے عبارات

کتاب متداولہ کو نقل کروں تو ایک رسالہ تیار ہو جائے۔ لہذا بوجہ قلت فرصت کے  
تھوڑی عبارت بطور نمونہ کے نقل کرتا ہوں۔ جس کو دیانت اور احقاق حق  
منظور ہو۔ اس کے واسطے اسی قدر وافی ہے۔ اور معاند ناحق اندیش کی  
نفسانیت کے مقابلہ میں کتاب اور سنت غیر کافی قال مولانا زین العابدین  
ابراہیم المشتمر بن نجیم المصري الخفنی فی اول کتاب السیر باب الروۃ من الّا  
شہاء والنظر الکفر بشی عظیم فلا اجعل المؤمن کافر آیتہ وجدت  
روایۃ انہ لا یکفر استثنی وقال المولانا السید احمد بن محمد الخفنی الحمیری فی  
شرح قولہ من وجدت روایۃ انہ لا یکفر یعنی ولو كانت تلك الروایۃ  
ضعیفۃ کما فی شرح المصنف رحم علی الکثر اقول ولو كانت الروایۃ بغیر  
مذہبنا ویدل علی ذلك اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ  
وفی شروحہ ایضا من باب البغاة یقع فی کلام محل المذہب تکفیر  
کثیر لکن لیس من کلام الفقہاء الذین ہم مجتہدون بل غیرہم  
ولا غیرۃ بغیر الفقہاء نقلہ عن ابن الصمام وفید من باب  
المرتدین بعد کلام سابقہ ثم قال الذی تخبر انہ لا یفتی بتکفیر  
مسام امکن حل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفر اختلاف ولوروی  
ضعیفۃ فغلی هذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورة فی کتب الفتاوی  
لا یفتی بها قال المحقق ابن الصمام وقد التزم نفسہ ان لا یفتی  
بشیئ منها انتہ وقال فی اول طحاۃ الخطای قال لو لو وجد سبعون  
روایۃ ضعیفۃ بعد ما یأخذ المفق والقاضی بھارون غیرہا  
انتہ وقال الملاء علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر وقد ذکر وان  
المسئله المتعلقۃ بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالا لکفر  
احتمال واحد فی ثقیبہ فالاولی للمفق والقاضی ان یعمل بہا احتمال  
الثانی لان الخطا فی البقاء الف کافرا ہون من الخطا فی افتاء  
مسلم واحد انتہ اور حضرت مولانا شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمہم  
الایمان فارسی میں فرماتے ہیں کہ اہل قبلہ را یعنی آہنہا کہ نماز بجانب قبلہ

مسلماناں کنند و بختاب و سنت تمک نمایند و تلفظ بشہادتین کنند  
کافر نہ باید گفت۔ اگر از بعضی کلمات ایشان کفر لازم آید لیکن مادام کہ التزام  
آن کنند یا لزوم در غایت ظہور نہ بود تکفیر نباید کرد۔ ناممکن است توجہ و  
اصلاح حال مسلماناں باید کرد و مبادرت بتکفیر و تغلیظ نکرد۔ در احادیث  
آمده است کہ ہر کہ دیگرے را کافر گوید اگر وہی در نفس الامر کافر نہ بود قائل  
بالفعل کافر گردد و حکم لعن نیز بچنین است۔ کہ اگر آنکس سختی لعنت بنویسد  
بقائل عاید گردد پس احتیاط در ترک لعن و تکفیر باشد۔

پس تحقیق طور پر ثابت ہوا۔ کہ جس شخص میں ۹۹ احتمال کفر کا اور ایک  
احتمال بھی اسلام کا ہو۔ اس کو باخصص ہرگز کافر نہیں کہنا چاہئے۔ بلکہ اس کو  
موعظہ حسنہ سے سجانا چاہئے۔ و الفاظ کفریہ سے اس کے باز رہنے کی کوشش  
کرنی چاہئے۔ واللہ الهادی ومنہ التوفیق وهو علی کل شیء قدير۔  
هذا ما اطمئنتی الی فی هذا الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالحق والصدق  
والصواب والیہ المرجع والمآب :-

حررہ فقیر محمد شرف الدین صلح اللہ حالہ از مقام سمرقند  
دکانخانہ کرگھر ضلع شاہ آباد۔ بتاریخ ۷۔ ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ

شمس السلام } کوئی صاحب اس تحریر سے یہ نہ سمجھیں کہ انکار قرآن  
انکار ختم نبوت و غیرہ بھی کفر نہیں۔ کیونکہ رد انقض و میرزائی دین کی اصل  
کا انکار کر کے دائرہ اس سے خارج ہو چکے ہیں (مدیر)

## حزب انصار کا عظیم الشان جلسہ

حزب انصار بھیرہ کا پہلا سالانہ جلسہ نہایت تزک و اختشام کیساتھ مورخہ ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز  
ہفتہ و اتوار جامع مسجد بھیرہ میں منعقد ہوگا۔ نامور علماء کرام و عظیم مقام اپنے بیانات کی محفوظ فرمائیں گے۔  
جملہ اہل اسلام میں مقدمہ کو غنیمت سمجھ کر بھاری تعداد میں حاضر ہو کر ممنون فرمائیں۔ باہر سے تشریف لانے  
والے حضرات بسترہ ہر لائیں قیام و طعام کا انتظام جس کی طرف ہوگا۔ باہر تشریف لائے والے حضرات  
ایک دن پہلے مطلع فرمائیں۔ خاکستان ناظم حزب انصار۔ بھیرہ۔ پنجاب)



## نذرات

تنازع للبقا و جہد للحیات کے لئے دنیا کی اقوام سرگرم عمل ہیں مینڈستان میں  
برادران وطن کے حالات سبق آموز ہیں۔ ان کے سیاسی لائحہ عمل سے ہمیں کتنا بھی  
اختلاف ہو مگر ان کی سرفروشی۔ وطن پروری۔ جذبہ حب الوطنی و ایثار کو کچھ نہ  
بے اختیار زبان سے احسنت مرحبہ کے الفاظ نکل پڑتے ہیں۔ قوم مسلم جو دنیا میں  
خلافت ارضی کی اصلی وارث قرار دی گئی تھی۔ جسے شہداء علی الناس کا مرتبہ عطا کیا گیا تھا  
آج اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے غیروں کی دست مگر ہے۔ اور ذہنیت اس قدر  
منحرف ہو چکی ہے۔ کہ اہل دل خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ احساس زبالی اور  
قوت عمل مفقود ہے۔ ملت اسلامیہ میں نہریلے جراثیم اس قدر پیدا ہو چکے ہیں  
جو اندر ہی اندر جسم اسلام کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ آریہ و عیسائی باہر سے حملہ آور  
ہیں مگر قادیانی اور شیعہ مارا ستین کی طرح قلب اسلام کو مخرج کر رہے ہیں۔ یہ  
دونوں گروہ ترک جہاد اور تقیہ تکفیر اور تفریق کے حربوں سے مسلح ہو کر کفار  
کی حمایت میں سرگرم عمل ہیں۔ اس پر بھی بعض مہتر دان ملت ایسے موجود ہیں جو  
ایسے اعدائے دین سے مدانیت روا رکھتے ہیں۔ قطرہ جب تک دریا میں  
ہے۔ دریا ہے۔ دریا سے علیحدگی اس کی ہستی کو معدوم کر دیتی ہے جسیم کی سلامتی  
کے لئے ماؤف عضو کا کاٹ ڈالنا عین دانشمندی ہے۔ نہریلے جراثیم سے  
محفوظ رہنا عقلمندوں کا شیوہ ہے۔ اور استین سے مار کو علیحدہ کر دینا سعاد  
کی نشانی ہے۔ مگر افسوس کہ اس ملک میں ایسے احمق بھی موجود ہیں جو میرزائی  
شیعہ کے ساتھ مدانیت کرنا شرعی فرض سمجھتے ہیں۔ اور ان کو اپنے میں شامل  
رکھنا اسلام کی عزت قرار دیتے ہیں۔ وہ سانپوں سے دودھ۔ بھٹیروں کو کہن  
اور چتروں سے وفاداری کی توقع رکھتے ہیں۔ مگر اسی سادہ پن اور حماقت کا  
نتیجہ اسلام میں تباہی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بغداد پر تباہی لانے والا ملک  
کی افواج سے پچھلیں لاکھ مسلمانوں کو تہ تیغ کرانے والا ابن عظمیٰ اسی مدانیت کی

وجہ سے وزارتِ اعظم کے رتبہ پر پہنچا گیا تھا۔ مدامنت فی الدین وہ جرمِ عظیم ہے جس نے اسلامی حکومتوں کو تہ و بالا کر دیا۔ مدارات اور مدامنت میں فرق نہ سمجھنے والے حضرات عقل سے کام لیں۔ اور تیرہ سو سال کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں۔ اور علمائے اسلام کو سب و شتم کرنے سے باز آئیں ورنہ خدا کا غضب انہیں تباہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

جو حضرات مسلمانوں کو افتراق کی لعنت سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اُن کا فرض ہے۔ کہ مرزائیوں اور شیعوں کی ذہنیت کو درست کرنے اور راوِ راست پر لانے کی جدوجہد کریں۔ اور اگر اس میں ناکامی نظر آئے۔ تو انہیں مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ کر دیں۔ مسلمانوں کے خون و گوشت سے پرورش پانے والے یہ چھوٹے چھوٹے گروہ علیحدہ ہوتے ہی فوراً معدوم ہو جائیں گے۔ ملتِ اسلامیہ جب تک ان کو اپنی آغوش میں لئے رہے گی۔ کبھی فسادِ و ہب و حاصل نہیں ہو سکتی۔ تقیہ و متعہ کے عقیدہ کی اشاعت حرمتِ جہاد کے پراسپیگنڈے اور اولی الامر کی نئی تفسیروں سے ہی سہی قوتِ عمل بھی جاتی رہے گی۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ مرزائیوں اور شیعوں کے خلاف نفرت کا بیج بویا جائے۔ انہیں ایذا دی جائے نہ۔ یا برا بھلا کہا جائے۔ ایسے امور سے بچنا لازم ہے۔ مگر اپنے عقائد کی حفاظت۔ اپنے سادہ لوح دینی بھائیوں کو گمراہی کے گڑھے سے بچانے اور اپنی جماعتی زندگی کو زیادہ بہتر اور مستحکم بنیادوں پر کھڑا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ دوست و دشمن کی پہچان کی جائے۔ اور دشمن کو دشمن سمجھ کر اُس کے ساتھ جس روادری کی اجازت اسلام نے دی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ حدودِ شرعیہ کو توڑ کر تعزیروں کے ہمراہ سینہ کوبی کرنے اور میرزائی خلیفہ کی قیادت قبول کرنے سے ہرگز کبھی بھی فسادِ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ البتہ الجمل فی سم الخیاط۔

گزشتہ تین سال سے خلیفہ قادیان اپنی لیڈری کا سکہ مسلمانانِ ہندوستان پر بٹھانے کے لئے کوشاں ہے۔ ہر سیاسی و مذہبی مسئلہ میں

اپنی ٹانگ اڑانا اس کا شیوہ ہو چکا ہے۔ مجلس داعیانِ مباحہ کی برکت سے اس کی جہا  
 میں تزلزل واقع ہو چکا ہے۔ چندوں کی کمی پورا کرنے کے لئے مسلمانوں کو ہم فو  
 و ہم خیال بنانے کے لئے نئے نئے جیلے تراشے جاتے ہیں۔ راجپال کے جھگڑے  
 اور سیاسی حقوق کے تحفظ کے لئے بڑے بڑے پورٹر شائع ہوئے۔ آخر  
 ہر سال ایک یومِ غیر مینا نے کا فیصلہ کیا گیا۔ مگر اس کے لئے ایسی تاریخوں کا  
 انتخاب کیا گیا۔ جن کا گذشتہ اسلامی تاریخ کے کسی واقعہ سے تعلق نہ تھا  
 عامۃً مسلمین ۱۲۔ ربیع الاول کو جبکہ مجالس منعقد کر کے سیرت نبوی پر روشنی  
 ڈالتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے ساتھ اشتراکِ عمل قادیانیوں کو گوارا نہ تھا۔  
 ان کا مقصود تو صرف اپنی سیڑھی و آقائی کا ڈھول پٹینا تھا جس کے لئے  
 خاص تاریخوں کا نعتیں ضروری تھا۔ چنانچہ پہلے سال ۱۷ جون۔ دوسرے  
 سال ۲ جون اور اس سال ۲۶ اکتوبر کو یہ جلے طول و عرض سند میں منعقد  
 ہوئے۔ شاید ان تاریخوں کا تقریبی کسی الہام کی بنا پر ہوا ہوگا۔ ان جلسوں  
 میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی آڑ میں میرزا بیت کا دامِ فریب  
 بچھا یا گیا۔ اور نہ اوروں اشخاص کے منارِ ایمان پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ مگر اب کچھ  
 بعض حضرات ایسے ہیں۔ جو قادیانیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلیاں بنے ہوئے  
 حقیقت کو ذبح کرنے پر تیلے ہوئے ہیں۔ شیعوں نے محبتِ اہل بیت کے  
 دودھ میں عداوتِ صحابہ کی زبر ڈال کر مسلمانوں کے ایمان و اخلاق کو برباد کیا۔  
 میرزا بھی انہیں کے نقشِ قدم پر چل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت  
 کی نمائش کر کے دنیا کو قادیان کے متعلّی غلامی میں لانا چاہتے ہیں۔ اور  
 قادیان کا سامری اپنے عجیب غریب ہتھکنڈوں سے دنیا کو بوقوف بنا کر  
 اپنا آلہٴ سیدھا کر رہا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ میرے حکم کی تعمیل میں  
 ایک ہی دن ایک ہی وقت سات کروڑ مسلمان ہر مقام پر سر تسلیم خم کریں  
 اور دنیا میں بسنے والی قومیں خلیفہ کے اثر و اقتدار کو دیکھ کر اس کے  
 معروب ہو جائیں۔ اور اسلامی ممالک میں میرزا فی تبلیغ کے لئے کافی میدان  
 مل سکے۔ عوامِ اناس میرزاؤں کو محبِ رسول سمجھنے لگیں۔ اور رسولِ اکرم

اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منظر اُٹھ تھا۔ اور میرزا کے یہ اُتار پڑھ کر  
سنائے جاسکیں ۵

منم میح زمان و منم کلیم خدا      منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد  
آنچہ داد است ہر نبی را جام      داد آں جام را مرا تمام  
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے      من برفشاں نہ کمتر نہ کے  
آسمان سے کئی تخت اُترے - پر تر تخت سب سے اوپر بچھایا  
گیا۔ ولہذا لما خلقت الافلاک قرأت خدا کا کلام اور میرے منہ  
کی باتیں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی) استغفر اللہ۔

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا      بخدا پاک دُشمن ز خطا  
ہم چو قرآن منورہ اش داغم      از خطا ہا بری است ایماںم  
اور اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بے ادبی و گستاخی  
کی جائے۔ جو راجیال و دھرم بھکشو جیسے ہزاروں دریدہ و من بھی  
نہ کر سکیں۔ خدا نے تعالیٰ ان کے فریب سے مسلمانوں کو  
محفوظ رکھے۔ آمین

## قادیانی معممہ

کون کہتا ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو مرزا غلام احمد  
قادیانی اور اُمت میرزا ثیہ کے عقائد کو دیکھ لے۔ میرزا صاحب نبی ہیں بھی  
اور نہیں بھی۔ میرزا صاحب کے نہ ماننے والے کافر ہیں بھی اور نہیں بھی۔ غرض انہی  
واثبات۔ اقرار و انکار کا ایک سلسلہ قنادی میرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہے  
وہ دنیا اس معممہ کو حل کرنے سے قاصر ہے۔ بلکہ اسی معممہ کی عقدہ کشائی کا نتیجہ امت  
میرزا ثیہ میں افتراق کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آخر تک روئے زمین پر کوئی ہادی یا  
بانے مذہب ایسا پیدا نہیں ہوا۔ جس کے متبعین میں اس کے اضل و دعویٰ

کے متعلق ہی افتراق پیدا ہو گیا ہو۔ چودھویں صدی کے سوڈانی نبی کے قدم افترق  
 لزوم کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ خود اس کی اُمت میں سے ایک گروہ اُسے مجازی نبی کہہ کر پکار  
 رہا ہے۔ تو دوسرا اُس کے دعویٰ نبوت کا ہی منکر ہے۔ میرزا تینوں کا حق نہیں۔ نہ  
 مسلمانوں کو اپنی طرف بلائیں۔ بلکہ دونوں گروہوں کا فرض ہے کہ پہلے باہمی  
 اختلافات رفع کرنے کی کوشش کریں۔ اور میرزا صاحب کی تصانیف کی  
 ورق گردانی کے بعد ان کا ایک دعویٰ مقرر کریں۔ اور اس میں غلطی ہو کر دنیا کو  
 بتائیں کہ میرزا صاحب نبی تھے یا مجدد۔ مسیح تھے یا مہدی۔ کرشن تھے یا مسلم۔  
 موسیٰ تھے یا ابراہیم۔ علی تھے یا سلمان۔ غرض کیا تھے۔ میں تو اختلاف معلوم  
 نہیں ہو سکا۔ کہ میرزا صاحب کا اصل دعویٰ کیا تھا۔ اُن کی کتابیں خود ستائی  
 اور تعلیٰ سے بھر پور ہیں۔ دعویٰ کی تائید میں نیا دعویٰ اور نئے دعویٰ کی تائید  
 میں پھر ایک تیسرا دعویٰ۔ غرض دلیل ندارد۔ مگر عادی کا طومار موجود ہے۔ اس  
 جگہ ایک میرزائی سے ایک مسلم کا سچا مکالمہ درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کو  
 میرزائی مذہب کی حقیقت کا علم ہو سکے۔

مسلم۔ (ایک قادیانی مولوی سے) آپ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف کفر کے فتوے یا  
 کرتے ہیں۔ آپ کی سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف ہی رہتی ہیں۔ آج ایک  
 عیسائی ٹکچر اسلام کے خلاف جو اس کرنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ اس کے اعتراضات  
 کا جواب دینے کے لئے مسلمانوں نے ایک مولوی صاحب کو بلا دیا ہے۔ آپ بھی  
 اپنی جماعت کو کہیں کہ اس وقت باہمی اختلاف کو ترک کر کے عیسائیوں کے  
 مقابلہ میں پہلے ساتھ اشتراک کریں۔

قادیانی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ جطرح  
 یہودی مسیح کی نبوت کا انکار کر کے کافر ہو گئے تھے۔ اسلئے تم سب سلمان میرزا  
 صاحب کا انکار کر کے یہودی بن چکے ہو۔ اور تمہارے کفر میں کوئی شک نہیں۔  
 مسلم۔ آپ کب سے کفر و اسلام کے واحد اجارہ دار بنے ہیں۔ مسلمانان عالم  
 اور پیرانِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر کے لئے تمہارے پاس کیا  
 دلائل ہیں۔

قاویاتی - میرزا غلام احمد صاحب اس زمانہ کے نبی ہیں - اور نبی کے منکر کافر ہوتے ہیں -

مسلم - میرزا صاحب نبی کیسے ہوئے - باب نبوت تو مسدود ہے -  
قاویاتی - چونکہ میرزا صاحب مسیح موعود ہیں - اس لئے نبی ہیں - اور احادیث میں مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہے -

مسلم - میرزا صاحب کے مسیح موعود ہونیکا کیا ثبوت ہے -  
قاویاتی - چونکہ مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں - اور آخری زمانہ میں ایک مسیح کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے - چونکہ یہ آخری زمانہ ہے - اس لئے اس زمانہ کا مجدد مسیح موعود ہے - میرزا صاحب ہی مجدد ہیں -

مسلم - عجبا - آپ بھی عجب قسم کے آدمی ہیں مسیح ابن مریم علیہ السلام کا زندہ مجدد  
مسلمان پر موجود ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے - لیکن اگر آپ کے اس قول کو تسلیم کیا جائے - تب بھی میرزا صاحب مسیح ثابت نہیں ہو سکتے - میرزا صاحب کا مجدد ہونا - اور آخری زمانہ کا مجدد ہونا اور آخری زمانہ کے مجدد کا مسیح ہونا یہ تین نئے دعویٰ ہیں جن کے دلائل ارشاد و تراشیں -

قاویاتی - چونکہ پیدائش آدم سے یہ ساتواں ہزار سال ہے لہذا آخری زمانہ ہے  
میرزا صاحب اس زمانہ کے مجدد ہیں کیونکہ اور کسی نے دعویٰ مجددیت کا نہیں کیا - اور اس زمانہ کے مجدد کو تمام سابقہ مجددین پر فضیلت ہے - اس لئے آپ مسیح موعود ہیں -

مسلم - اگر پیدائش آدم سے یہ ساتواں ہزار سال ہی سمجھا جائے - تب بھی یہاں ثابت ہوا - کہ آخری زمانہ ہے - دوسرے مجددیت کے لئے دعویٰ شرط نہیں  
اولس صدی میں شیخ سنوسی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور کچھ حضرات مجدد کے نام سے پکائے جلتے ہیں - لیکن اگر بالفرض مجدد موجود نہ ہو تب بھی -

کس نیا بد بزر سایہ بوم  
گر ہما از جہاں شود مردم

پھر اس زمانہ کے مجدد کی فضیلت تمام مجددین پر کیے ہو سکتی ہے۔  
**قادیانی**۔ چونکہ میرزا صاحب چودھویں صدی کے ابتداء میں مبعوث ہوئے اور  
 چونکہ چودھویں رات کا چاند کامل ہوتا ہے۔ لہذا دین کے کمال کا وقت  
 آگیا۔ میرزا صاحب چودھویں رات کے چاند کی طرح تھے۔ اس لئے تمام  
 مجددین سے افضل اور مسیح موعود تھے۔ نیز ان کے مسیح موعود ہونے کی  
 زبردست دلیل یہ ہے کہ آپ مہدی موعود تھے۔ اور دراصل مہدی  
 مسیح ایک ہی شخص کے نام ہیں۔

مسلم۔ افسوس کہ آپ ایسے شخص کے سامنے جو میرزا صاحب کے کسی دعویٰ کو تسلیم  
 نہیں کرتا۔ ان کے فضول اور لائینی دعاوی پیش کر رہے ہیں حالانکہ میں  
 انہیں چودھویں رات کا چاند کجا ایک ٹھٹھا بنا ہوا چراغ بھی تسلیم کرنے پر  
 آمادہ نہیں۔ آپ نے انہیں مہدی بھی کہہ دیا۔ گویا ان کے نبی ہو سکی  
 ایک اور زبردست حجت پیش کر دی۔ مگر احادیث میں تو مہدی کا سید  
 ہونا بتلایا گیا ہے اور میرزا صاحب مغل تھے۔  
**قادیانی**۔ میرزا صاحب دراصل فاطمی نسل سے تھے۔

**مسلم**۔ اس کا ثبوت

**قادیانی**۔ میرزا صاحب کا الہام  
 مسلم۔ بسوخت عقل زجیرت کہ اس چہ بوالعجبیت۔ جو شخص  
 میرزا صاحب کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ اس کے سامنے ان کا الہام پیش کرنا  
 عجب حماقت ہے۔

**قادیانی**۔ مقبولانِ خدا کے ساتھ ہمیشہ دنیا اسی طرح پیش آئی تھیں جو تھے۔  
 یاد رکھو میرزا صاحب کی ذات تمام انبیاء کا منظر ہے۔ آپ کی تعریف  
 گیتا میں کی گئی ہے۔ آپ ہی کرشن تھے۔ سورج اور چاند نے ان کی  
 صداقت کی گواہی دی۔ ساکھ لاکھ معجزات ظاہر ہوئے۔ لاکھوں  
 دلائل ان کی صداقت میں موجود ہیں۔ مگر آپ نہیں مانتے۔  
 مسلم۔ بے ادبی صاف۔ اگر میرزا صاحب کرشن تھے۔ تو کرشن ہمارا کیا



واسطہ۔ وہی کرشن جو حلول کا قائل اور خدائی کا مدعی تھا۔ اسی لئے میرزا صاحب نے خدا کے بیٹے۔ خدا کے باب۔ خدا کی بیوی اور خود خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ مان جاؤ۔ مگر کس کو مانیں۔ مسلمہ ثانی کو۔ کاؤب بنی کو۔ اور جہان کے ایک چالاک مگر مراق زدہ خطبی کو جس کی سچائی کی دلیل سوائے اس کے چلنے چڑے الفاظ۔ الہام یا دعاوی کے آپ کے پاس موجود نہیں۔ کہنے کو تو ساٹھ لاکھ نشان۔ اور لاکھوں دلائل گریبان کرنے کو ایک بھی نہیں۔ زبان سے تو آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ سورج اور چاند نے گواہی دی۔ مگر کیا ہوش مند انسان جسے خدا نے بصیرت عطا کی ہو۔ آپ کی ان زہلیات پر اعتبار کر سکتا ہے۔ کیا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرے بعد جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوں گے۔ آپ کو بھول گیا۔

اس پر قادیانی بڑبڑانا ہوا چلا گیا۔ اور مسلم نے اپنے گھر کا راستہ لیا۔

## افضل الانبیاء عیسائیوں کے اعتراضات جوابات

میرزائی عام طور پر عیسائیوں کے چند اعتراضات مسلمانوں پر پیش کر کے کہا کرتے ہیں۔ کہ ان کا جواب مسلمان علماء و مکرز نہیں دے سکتے۔ اور میرزا صاحب اگر دنیا میں ظاہر نہ ہوتے۔ تو ان اعتراضات کا جواب نہ دے سکتے کیوجہ سے تمام مسلمان اب تک عیسائی ہو جاتے۔ اگرچہ ان اعتراضات کے جوابات علمائے اسلام بارہ دے چکے ہیں۔ اور میرزا قادیانی نے معجزات و انکاز تاویل و تحریف آیات قرآن کے سوا ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر میرزائیوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ عیسائیوں کے ان اعتراضات کو عوام کے سامنے پیش کر کے ان کے ایمان کو متزلزل کیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح عیسائیت کی تبلیغ کے لئے میدان وسیع کر رہے ہیں۔ لہذا ان اعتراضات

کے جوابات مختصر درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ نئے اور پرانے عیسائیوں کے دامن فریب لوگ محفوظ رہیں۔

**پہلا اعتراض۔** مسیح کی پیدائش کا ذکر قرآن شریف میں بطور بشارت کے موجود ہے۔ اور یہ بشارت اُس فرشتہ کے ذریعہ سے مریم کے پاس بھیجی گئی۔ جس کے ذریعہ تمام انبیاء کے پاس خدا کا پیغام وحی پہنچا کرتا ہے۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام نے اگر بشارت دی۔ اور مریم حاملہ ہوئیں۔ (سورہ مریم رکوع ۲۷) اسی کے مقابلہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کا ذکر نہ بطور بشارت ہے نہ خرق عادت قرآن میں اس کا ذکر موجود نہیں۔ اور روایات ضعیفہ قابل اعتبار نہیں پس مسیح افضل ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

**جواب۔** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے واقعات احادیث میں بکثرت موجود ہیں لیکن اگر مخالفین ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور قرآن مجید ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو قرآن مجید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ہمشہ تاریخی تذکرے گذشتہ زمانہ کی کتابوں میں درج ہوتے ہیں۔ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے زمانہ کے چشم دید گواہ اس وقت موجود تھے۔ لہذا اس کے ذکر کی ضرورت نہ تھی جب حضور خود موجود تھے۔ پھر حضور سے ہی حضور کی پیدائش کا ذکر لایا یعنی ہوتا ہے آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

قرآن شریف میں حضرت مریم کو بشارت دے جانے کا ذکر ہے مگر ارباب بصیرت کو غور کرنا چاہیے کہ اس بشارت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ حضرت مریم کو ان کی والدہ نے بچپن سے ہی بیت المقدس میں اللہ کی نذر کر دیا تھا۔ اور آپ ایک غیر معروف خادمہ مسجد اور کنواری تھیں۔ جب خدائے بے نیازوند کے انہیں حاملہ ہونے کا افتتاح رخصت تو اس کی بشارت ضروری تھی۔ ورنہ بدنامی کے خوف سے معلوم نہیں وہ کیا کر گذرتیں۔ اسقاط حمل کے لئے دوائیں استعمال کی جاتیں۔ اور شاید خودکشی تک ثوبت پہنچ جاتی قبیلہ کے لوگ علیحدہ درپے آزار ہوتے۔ ایسی حالت میں بطور حفظ مائتہم بشارت کا دیا جانا ضروری تھا۔ ورنہ معلوم نہیں اس زمانہ جاہلیت میں حضرت

مریم سے کیا سلوک ہوتا۔ اس زمانہ میں قانون سلطنت بھی عورتوں کا حامی نہ تھا۔  
اس لئے نہ صرف مریم کو بلکہ آپ کے مذہب یوسف نجار کو مقبول انجیل بشارت  
دی گئی۔ (نئی باب اول آیت ۲۰)

اس کے خلاف حضرت آمنہ سردار قریش کی بیوی اور غز خاندان کی  
بٹی تھیں۔ ان پر آثار حمل گراں نہ تھے۔ ایک بیباہی ہوئی مغز خاتون کو آثار حمل  
کے ساتھ مسرت و شادمانی حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ خوف رسوائی و دولت۔ اسلئے  
ان کے واسطے بشارت کی ضرورت نہ تھی۔

بعض عیسائی حضرت عیسیٰ کا بن باپ پیدا ہونا افضلیت کی دلیل سمجھتے  
ہیں۔ مگر حضرت آدم ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ اور عیسائی  
کبھی بھی آدم کی مسیح پر فضیلت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ حضرت  
مسیح کی والدہ موجود تھیں۔ مگر آدم کا نہ باپ تھا اور نہ ماں۔ مسیح کی ولادت کی بشارت  
اگر جبرئیل نے دی تھی۔ تو آدم کی بشارت خود خدا نے دی۔ و اذ قال ربک  
للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ (سورہ البقرہ) اس لئے اگر جبرئیل کے بشارت  
دینے سے مسیح افضل کہے جاسکتے ہیں۔ تو اللہ کی بشارت سے آدم کو افضل  
نہ سمجھے جائیں۔ بوجہ خرق عادت پیدا ہونے کے مسیح کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
پر فضل لانے سے آدم کو مسیح پر افضل ماننا پڑتا ہے جس سے عیسائی  
مذہب کے معتقدات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ عیسائی مذہب کے مطابق آدم گناہ گار  
تھا۔ اور اس نے گناہ کر کے تمام نسل انسانی کو محضت میں غرق کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق کسی کو شک و شبہ نہ  
ہا۔ اس لئے قرآن شریف میں اس کا کسی جگہ ذکر نہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ کی  
پیدائش میں ساری دنیا کو شک تھا۔ یہود اور کفار تو علانیہ حضرت مریم اور ابن  
مکبر اہل کفر کہتے تھے۔ عیسائی بھی مذہب تھے۔ شخص کا خیال تھا کہ کیا  
ہی بن باپ بھی کچھ پیدا ہو سکتا ہے۔ چھ سو برس بعد جب سیدالاولین کا وزن  
موصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے۔ تو یہ شبہ یقین  
کے درجہ تک پہنچ چکا تھا۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین

ہو رہی تھی۔ اس لئے قرآن شریف میں اللہ پاک نے حضرت یحیٰ اور ان کے بیٹے کی پاکیزگی اور سچائی میں آیات نازل فرما کر اگر تمام دنیا کا نہیں تو کم از کم اسلامی دنیا کا شبہ بالکل مٹا دیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ آج چالیس کروڑ مسلمان بھی انہیں اچھا نہ سمجھتے۔

اس طرح قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کی بریت ثابت کر کے تمام عیسائی دنیا پر احسان فرمایا۔ مگر آج کل کے عیسائی مجدد و جہ احسان فراموش اور حسن کش واقع ہوئے ہیں۔ کہ احسان مند کو محسن فیضیت دینے کی سعی کر رہے ہیں۔ جو شبہ آمیز شبہ مسیح اور ان کی والدہ کی ذات پر تھا۔ ویسا شبہ کسی دوسرے پیغمبر یا ان کی ماں کی نسبت دنیا کو مٹوا ہی نہیں سچ سے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور نہ کسی اور نبی کی پیدائش کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ نہ بیان کی ضرورت تھی۔ صرف مریم اور ابن مریم کو اس ضرورت تھی۔ اس لئے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کے ذریعہ وہ احسان عظیم ان پر کیا۔ کہ تاقیامت وہ بار احسان سے سبکدوش نہ ہونگیں گے۔ (باقی وارد)

## ایک بصیرت آموز واقعہ

میرزائی و شیعہ۔ عیسائی و آریہ غرض جبہ باطل مذاہب کے پیرو بھڑیلے کی طرح احناف کا شکار کر کے میں مصروف رہتے ہیں۔ جاہل سے جاہل میرزائی کو دیکھو چند فرسودہ اور لٹو اعتراضات کوک زبان یاد کئے ہوئے خیر اور خواب غفلت میں سوئے ہوئے مسلمانوں کے متنازع ایمان کا ڈاکہ ڈالنے کے لئے مستعد رہتا ہے۔ چند دن ہوئے۔ خاکسار میرزا کا موضوع اللہ بانی تحصیل جہدال میں جانے کا موقع ملا۔ وہاں کے پٹواری میرزائی واقع ہوئے ہیں۔ جاہل ہونے کے باوجود دعویٰ علم بھی کرتے ہیں۔ مگر میرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے بالکل نادان فقہ ہیں

میری جگہ قائم تر شریف لائے۔ اور سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔ کبھی حیات مسیح اور کبھی ختم نبوت پر بات چیت ہوتی رہی۔ دوران گفتگو میں خاکسار نے بیان کیا۔ کہ میرزا صاحب جب حضرت موسیٰ کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ تسلیم کرنے میں کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہے۔ نیز میرزا صاحب نے براہین احمدیہ کو اہماتی کتاب تسلیم کیا ہے اور الرحمن علم القرآن کے الہام سے قائل ہو کر یعنی خدا کی طرف سے جمیع علوم قرآن عطا کئے جانے کا دعویٰ کر کے اس کتاب کے مصنف بنے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود عالم قرآن ہونے کے ان تیس آیتوں کا مطلب سمجھ سکے۔ جن سے ان کے قول کے مطابق وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے خلاف دو جگہ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول اور ان کی زندگی کا اقرار اسی کتاب براہین احمدیہ میں کیا ہے۔ اس پر بیاری موصوف بھڑک اٹھے۔ اور کہا حوالہ دکھائے۔ میرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں ہرگز حیات مسیح کا اقرار نہیں کیا۔ اور کسی کتاب میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا ذکر نہیں کیا۔

بیاری صاحب کو اپنی علمیت اور ہمہ دانی کا اس قدر یقین تھا۔ کہ یہ بتلائے جانے پر کہ حالت سفر میں کتابیں ہمراہ نہیں ہیں پھر سے مطلوبہ کتابیں تلاش کر کے لے آئے۔ چنانچہ بعد نماز مغرب پندرہ بیس مؤزرین وہ کی موجودگی میں بیچو بے کتابوں سے پڑھ کر سنائے گئے۔

۲۱۔ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۹۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔

۲۲۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۵۔ وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر آئیں گے۔

۲۳۔ نور الحق حصہ اول صفحہ ۵۔ **هَذَا هُوَ مُوسَىٰ مَقْبُولٌ مِنَ اللَّهِ الَّذِي**  
**أَشَارَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ إِلَىٰ حَيَاتِهِ وَفَوْضَ عَلَيْنَا - يَهُدَىٰ هُوَ مَوْجِدُ**

ہے۔ جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اور ہم پر فرض ہو گیا۔ کہ ہم ان نو من ہائے حق فی السماء ولہم میث ولسی من المیتین اس بات پر ایمان لائیں۔ کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں نہیں۔

اس وقت قادیانی پٹواری کی جرأت اور ہمت کی داد دینی پڑتی تھی۔ ان صریح الفاظ کو پڑھتا بھی گیا۔ اور ان کی تاویل میں کمال کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ میرزا صاحب نے مسیح سے اپنی ذات مراد لی ہے۔ اور نور الحق کے حوالہ سے حیات موسیٰ مراد نہیں۔ حاضرین اس کی اس ڈھٹائی کو دیکھ کر حیران تھے۔ مگر بچپے دیہاتی اس حقیقت سے بے خبر تھے۔ کہ انسان میرزا کی سو کر نہ صرف ایمان بلکہ اخلاق و انسانیت عقل و مشرافت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اُسے تحقیق سے کام نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد صرف قادیان کے مداری کی تاروں پر کپڑ پٹیلی کی طرح ناپچ کرنا ہوتا ہے۔

خاکسار نے قادیانی مذہب کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے ذکر کیا کہ میرزا صاحب اپنی کسی کتاب میں اپنی بعثت کی غرض قرآن کی غلطیاں نکالنا بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس پر پھر پٹواری صاحب بھڑکے اور کہا کہ اگر آپ میرزا صاحب کی کسی تصنیف سے یہ ثابت کر دیں تو ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ خاکسار نے جواب چالوں باشد خموشی پر عمل کرنا چاہا۔ مگر پٹواری اس کمزوری پر بھول گیا۔ اس کا لہجہ نیز ہوتا گیا۔ مجبور ہو کر پٹواری صاحب سے ایک تحریر کہوائی گئی۔ جس میں پٹواری صاحب نے اقرار کیا کہ اگر میرزا صاحب کی کسی کتاب سے یہ مطلب نکل آئے تو ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ انور خان خاکسار کو دوبارہ ۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو للیائی جانا پڑا۔ پٹواری کی حمایت کے لئے حاکم علی سفید پوش چک نمبر ۵ بھی پہنچ گئے۔ ایک سو روپیہ کے ضامن مولوی ولی اللہ صاحب ساکن للیائی مقرر ہوئے۔ اور دوران گفتگو پٹواری صاحب نے وعدہ کیا۔ کہ اگر مولوی ولی اللہ صاحب یہ فیصلہ کر دیں۔ کہ بوجب شرائط حوالہ دکھایا گیا ہے۔ تو میں ایک صد روپیہ ادا کر دوں گا۔

چوہدری حاکم علی صاحب میرزائی نے بار بار کہا کہ روپیہ کی شرط جانے دو۔ اور مجھے ان الفاظ میں اپیل کی کہ آپ اتنے بڑے آدمی ہو کر بار بار روپیہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ پٹواری سے جلد بازی ہو چکی ہے اور بچپن گیا ہے۔ لہذا روپیہ کا ذکر جانے دیں۔ انرض نثرین اہل وہ و غلام رسول خان صاحب ضلعدار نر اور جرنل نجم الدین صاحب اسٹنٹ انسپکٹر درس (جو حسن اتفاق سے اس بعد وہاں تشریف فرما تھے) کی موجودگی میں کتاب ازالہ اہام تقطیع خرد صفحہ ۷۰۸ سے ایک مجذوب کا کشف پڑھ کر سنایا۔ جس کو میرزا صاحب نے سینکڑوں تصدیقوں کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس میں مجذوب کے یہ الفاظ کہ "عیسیٰ اب جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔" پڑھ کر سنائے گئے۔ اس پر چوہدری حاکم علی نے دو اعتراض کئے۔ اول یہ کہ یہ میرزا صاحب کے الفاظ نہیں۔ بلکہ ایک مجذوب کا کلام ہے۔ دوسرا یہ کہ اس سے مراد نفیر کی غلطیاں درست کرنا ہے۔ خاکسار نے اس کا یہ جواب دیا کہ اگرچہ یہ کلام میرزا صاحب کا نہیں۔ مگر میرزا صاحب نے اس کو سچا سمجھا ہے۔ اس کی تصدیق کی ہے۔ اور اپنے آپ کو وہی عیسیٰ ثابت کیا ہے۔ نیز قرآن کی غلطیاں نکالنے کا مطلب وہی بنا جائے گا۔ جو اہل زبان سمجھیں۔ نفیر کی غلطیاں قرآن کی غلطیاں نہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کی غلطیاں ہیں۔ انرض جلد حاضرین نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ بموجب شرائط پٹواری صاحب کو روپیہ ادا کرنا چاہئے۔ مولوی ولی اللہ صاحب نے بھی کہا۔ کہ واقعی پٹواری صاحب کا حق ہے کہ سو روپیہ فوراً ادا کر دیں۔ اس پر جناب چوہدری نجم الدین احمد صاحب۔ غلام رسول خان صاحب ضلعدار و عبد المجید صاحب و کانڈار نے پٹواری کے افلاس کا ذکر کر کے روپیہ کی معافی کی سفارش کی۔ خاکسار نے ان حضرات کے کہنے پر یک صد روپیہ معاف کر دیا۔ اگرچہ پلانی کے بعض اجاب اس غیر ضروری فیاضی کی بنا پر خاکسار سے ناراض ہیں مگر

در عفو لذتیت کہ در منتقامیت

ہماری خفی بھائیوں کو اس دفعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور



لئے غفائت کی حفاظت کے لئے سعی و کوشش سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔  
 حزب الانصار کی مبارک جماعت اسی غرض سے قائم ہوئی ہے۔ اور رسالہ  
 شمس الاسلام کا اجرا بھی ان عبرت انگیز حالات کی بنا پر ہوا۔ مگر جہاں  
 میزرائیوں اور شیعوں کے بیسیوں رسائل و اخبارات کامیابی سے چل  
 رہے ہیں۔ وہاں شمس الاسلام کی حالت حد درجہ الم انگیز ہے۔ ہر مسلم کو  
 اس رسالہ کی ترقی و اشاعت کے لئے سعی ہونا چاہئے۔ اور اپنے اپنے حلقہ  
 اثر سے خریدار بنا کر اس کی مالی مشکلات کو دور کرنے میں مدد دینا چاہئے  
 واعلیٰ الاسلام۔

## شیعہ مذہب کی برکات

ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کے زوال کے اسباب اگرچہ  
 متعدد ہیں۔ مگر بڑا سبب فقہ و تشیع ثابت ہوا ہے۔ عالم گیر اعظم کے  
 جانشین بہادر شاہ کا شیعہ ہونا تواریخ سے ثابت ہے۔ دکن کی کمزور ریاستوں  
 کے حکمران شیعہ مذہب قبول کر کے عیش و عشرت میں مشغول ہو چکے تھے۔  
 اودھ کے نوابوں نے شیعیت کی سرپرستی قبول کی۔ جس مذہب میں  
 نوجہ کرنا۔ بین کرنا۔ اور زنا عبادت ہو۔ جو مذہب نفقہ کی آڑ میں جھوٹ بولنے  
 کی تعلیم دے۔ جس مذہب میں متعہ (زنا) اس سے بڑی عبادت قرار دیا  
 جائے۔ اس کے متبعین میں اخلاق فاضلہ و خیالات عالیہ کا پیدا  
 ہونا محال تھا۔ جہاد کی سپرٹ معدوم ہو گئی۔ ہر شخص عیش و عشرت میں محو  
 ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اغیار نے انہیں غلامی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ شیعہ  
 مذہب نے لکھنؤ کے حکمرانوں کے دماغ اور ان کے عقائد پر جو اثر کیا  
 اس کے متعلق بعض عجیب و غریب باتیں زبان زوخلاتی ہیں۔ ان میں  
 سے ایک عجیب و غریب بات بادشاہ کا زچہ خانہ ہے اس کی تفصیل یہ ہے  
 کہ شاہ نصیر الدین حیدر کے عہد میں عشرہ محرم میں بہت سی ایسی عورتیں

جمع کی جاتی تھیں جنہیں مرد نے چھو نہ ہو۔ ہر ایک کی پوشاک ہزار بارہ سو رو سے کم میں تیار نہ ہوتی تھی۔ جب کسی امام کی ولادت کا دن آتا۔ تو بادشاہ اپنے آپ کو حاملہ عورتوں کی طرح بہ تضرع درود زہ اور نفاس وغیرہ میں مبتلا کرتے اور بچہ کی جگہ ایک مرصع گڑیا بادشاہ کے سامنے رکھ دی جاتی۔ اور بادشاہ خود بھی زچہ خانہ میں رہتے۔ اور خدمت کرنے والی عورتیں اسی طرح کے کھانے تیار کرتیں۔ جو حاملہ کئے جاتے ہیں۔ اور بادشاہ یہ سب چیزیں کھاتے اور اس مدت میں بادشاہ کو کوئی شخص مس نہ کر سکتا۔ اور خوشی کا جلسہ ہوتا تھا باجے بجتے تھے۔ اور جو رسوم حقیقی طور پر بچہ جننے کے دنوں میں مقرر ہیں۔ وہ چھٹی کے دن تک نہایت تکلف کے ساتھ ادا ہوتی تھیں۔ اور جب چھٹا دن ہوتا تو بادشاہ زچہ کی طرح غسل کرتا۔ اور ایک پرستار اس مصنوعی بچہ کو ہاتھ میں لے کر ایک کونے میں کھڑی ہوتی۔ اور دوسری عورتیں پانی کے چند سوچے بہا دیتیں۔ اور اس کو بچہ کا غسل قرار دیا جاتا۔ رات کو بادشاہ زنانی آرائش ویراں کے ساتھ بچہ کو گود میں لے کر لٹکتے ہوئے نچے عورتوں کی طرح صحن مکان میں نکلتے۔ تاکہ آسمان کے تاروں کو دیکھیں۔ اس طرح چھٹی سنی پھر اس بچہ کو ایک سنہری مسہری پر لٹا کر دست بستہ آداب بجالا کر نذر دکھاتے پھر نہاروں خوان کھانوں کے جن میں تمکین اور میٹھے قہریم کے کھانے بڑے تکلف کے ہوتے اور ہر طرح کے میوے بھی رکھے ہوتے وہاں لاکر ان پر فانیہ پڑھی جاتی۔ اور خاص خاص جگہوں میں حصے بھیجے جاتے۔ اور جو عورتیں محلات میں نوکری پر رہتی تھیں۔ ان کو بھی دئے جاتے۔ کسی امام کی ولادت کا دن آتا۔ تو اس کی مصنوعی ماں بطور معمولی زچہ خانہ میں جاتی اور وہی رسم ادا کئے جاتے۔ جو بادشاہ کے ساتھ کئے جاتے تھے۔ اور اصطلاح نہیں اس رسم کو اچھونا کہتے تھے۔ جس دن اچھوتے سے فراغت حاصل ہوتی تو بادشاہ لباس زمانہ زیب قامت فرما کر جواہر نگار محافہ (میانہ) میں سولہ سو گہریوں اور حلوں کے خوان ہمراہ لیتے۔ اور پیادہ و سوار کی فوج بھی ساتھ ہوتی۔ اور کمال جلو اور جاہ و جلال کے ساتھ سواری شہر میں گشت کرتی اور بعد

اس کے دولت خانہ میں واپس داخل ہوتی۔ اور اچھوتوں کے لئے کوئی خاص  
 میعاد مقرر نہ تھی۔ کبھی ہفتہ کبھی عشرہ کبھی اس سے زیادہ اس میں بسر ہوتے۔  
 چونکہ اچھوتوں کو بڑا انعام و اکرام ملتا تھا۔ اکثر شہر کی عورتیں اچھوتی بن جاتی تھیں  
 ان کے خاندان کے مرد اپنے آپ کو مردوں کی خصوصیات سے محروم کر دیتے  
 تھے۔ اور عورتوں کی طرح بات چیت کرتے تھے۔ اور دیے ہی اطوار میں رہتے  
 جس طرح ائمہ کی پیدائش کے موقع پر ان کی ولادت کی رسوم ادا کی جاتی  
 تھیں۔ اسی طرح عورتی ائمہ کی تاریخیں کتب تواریخ سے نکال کر بادشاہ  
 ان دنوں میں رسوم ساچخت اور حنا بندی ادا کرتے۔ چنانچہ ہجیم محرم کو  
 نکاح سیدۃ النساء کے دن مسہری زنگار پر زیور طلا اور جواہریش بہا کے  
 دوپکر ایسے تیار کرائے جاتے۔ کہ دیکھتے ہی یہ گمان ہوتا تھا۔ کہ یہ وہ انسان  
 لیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کو جناب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ  
 وجہہ اور دوسرے کو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا قرار دیتے۔ اور ان کا نکاح پڑھایا  
 جاتا۔ اور بادشاہ ان کو نذر دکھاتے۔ اور تھوڑی دیر سامنے دست بستہ  
 کھڑے رہتے۔ پھر میوے اور حلویوں اور عمدہ عمدہ کھانوں کے خوان سامنے  
 آتے اور ان پر فاتحہ پڑھ کر تمام محل کے آدمیوں کو تقسیم کرائے جاتے۔  
 غرضیکہ نہ صرف ماہ محرم میں بلکہ سال کے بیشتر حصہ میں دربار اودھ  
 میں اس قسم کی کوئی نہ کوئی تقریب ہوتی تھی۔ اور بادشاہ نصیر الدین حسد  
 اس کے روح رواں ہوتے تھے۔ ان ایام میں بادشاہ سے کوئی بات  
 امور مملکت کے متعلق نہ کہی جاسکتی تھی۔ اور نہ وہ سننے کو تیار ہوتے  
 تھے۔ بہت سے امراء و دربار بھی بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے  
 اس قسم کے مراسم ادا کرتے تھے۔

ایسے سلاطین کے ہوتے ترقی کی امید کیا ہو سکتی تھی۔ شیخ نے مسلمانوں  
 کی قوت عمل سلب کر لی۔ اور آج تک مسلمان اس بد بختی و نحوست پر آنسو  
 بہا رہے ہیں۔ ان فی ذالک لعبرة لا ولی الا لہما را۔

# پیغمبر اسلام

## ایک طریب کی حیثیت میں

(از مولوی عبدالغفور صاحب بدی)

پروردگار عالم نے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ علم سکھائے تھے وہاں علم طب سے بھی بہرہ اندوز فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے بحیثیت ایک طبیب ہونے کے امت کو جو وقت فوقتاً طبی مشورہ دیا یا علاج بتایا ہے۔ اور نیز پھر آپ کے بتائے ہوئے علاج پر عمل کر کے صحابہ نے جو صحت کلی حاصل کی ہے۔ اس کو میں یہاں درج کرتا ہوں۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اتاری ہے اُس کے لئے شفا (یعنی علاج اور دوا) بھی ضرور اتاری ہے اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کر لیا کریں آپ نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو تم دوا کر لیا کرو۔ کیونکہ اللہ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفا و مقرر نہ کر دی۔

عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء (بخاری)

عن اسامہ بن شریک قال قال یا رسول اللہ افتد فی قال نعم یا عباد اللہ تد او وان اللہ لا یضع داء الا وضع له شفاء (ابوداؤد)

ان احادیث ہم یہ نتیجہ نکالنے کے مجاز ہیں کہ ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دوا ضرور ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج اطباء و ڈاکٹروں نے مہلک مہلک

امراض کی دوائیاں تلاش کر لی ہیں۔ اور پھر اپنے تجربے کے لیے چوڑے اشتہار بھی شائع کر کے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک بالکل سچ ہے۔ کہ ہر بیماری کی دوا ضرور موجود ہے۔

عن جابر قال قال رسول الله

عليه وسلم لكل داء دواء فاذا

اصيب دواء الداء ابرا بآذان

الله (مسلمہ)

جابر صحابی کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ پس جس وقت دوا بیماریاں کے موافق پڑ جاتی ہے۔ تو حکیم اُسی سے مریض اچھا ہوتا ہے۔

عام طور پر آج لوگوں کو یہی معلوم ہے کہ دوا سے مریض اچھا ہوا کرتا ہے اگرچہ اس کی قضا آجائے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ ورنہ آج بڑے بڑے بادشاہ ہم کو زمین کا پیوند نظر نہ آتے۔ جن کے ہاں میڈیکل اسٹاف آٹھوں پر حاضر رہا کرتا تھا۔ اس حدیث میں طبیبوں کو اس امر پر مطلع کیا ہے۔ کہ بعض وقت دوا مفید ثابت نہیں ہوتی۔ جس کے لئے ان کو پریشان نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ مشیت ایزدی اسی میں تھی۔

عن عقبہ بن عامر قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم لا تكلوهوا مضام

على الطعام فان الله ليطعمهم وليسقمهم

(ترمذی)

عقبہ بن عامر کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا فرماتے تھے۔ کہ تم اپنے مریضوں کو زبردستی نہ کھلا یا کرو۔ انہیں اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتا ہے۔

تجربہ اور مشاہدہ دونوں اس کی تائید کرتے ہیں۔ کہ واقعی بیمار کو بھوک نہیں ہوا کرتی ہے۔ اگر ہوتی بھی ہے۔ تو بہت کم۔ یہی سبب ہے کہ لوگ اس کو کھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ کہ زبردستی نہ کی جائے۔ ہاں جب بالکل کھانا چھوڑ ہی بیٹھے۔ تو اس کو کھلانے کی کوشش کرنا کوئی قباحت نہیں ہے۔

عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ان يسلوا

عن زيد بن ارقم قال امرنا

رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان تہ ادی من ذات الجنب بالقسط { علاج قسط اور زیتون کے ساتھ  
الجہری والہزیت (ترندی) کرنے کو فرمایا تھا۔

اطباؤں کی تحقیق میں بھی زیتون کے مختلف فوائد پائے جاتے ہیں۔ اُن  
میں سے ایک در دیلی کے لئے زیتون کا استعمال بھی نافع بیان کیا گیا ہے۔  
(دیکھو مخزن المفروات)

قیس کی والدہ کہتی ہیں کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ  
اپنے بچوں کو گلابانے کی کیوں تکلیف  
دیا کرتی ہو۔ تم قسط کا استعمال کرو۔  
کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی دوا  
ہے۔ انہیں میں ذات الجنب بھی ہے  
لہذا گلابانے کی ضرورت نہیں۔

عن ام قیس قالت قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ما تدعون اذ  
دکن مجذبا للعلاقی علیکن مجذبا  
العود الہندی فان فید سبعة  
اشفیجة ضحا ذات الجنب لیعط  
من العذرة ویلد من ذات الجنب  
(بخاری و مسلم)

جب کبھی درو کی تکلیف محسوس ہو قسط ناک میں ٹسپائی جائے۔ اور ذات الجنب  
کے لئے حلق میں ڈالی جائے۔

اسلام سے پہلے ایام جاہلیت میں زندہ بچے دفن کر دئے جاتے تھے۔  
اور کئی بچے بتوں کے نام پر ذبح کر دئے جاتے تھے۔ اسلام نے ان کربوں  
پہلے اس کی مخالفت کی اور اس کے استیصال میں وہ سرگرم کوشش کی۔  
اس کا مقابلہ کسی مذہب میں نہیں مل سکتا۔ اس حدیث میں دیکھو آپ نے بچوں  
کے ساتھ کیسی شفقت آمیز مہم درو کی کا اظہار فرمایا ہے۔ نفع و نقصان کے دونوں  
منہج کیے مؤثر طریقہ پر بیان فرمائے ہیں۔ اطباء حال بھی قسط کے استعمال کو ذات  
الجنب کے لئے مفید بتاتے ہیں۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی  
اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کا معدہ  
سائے بدن کا حوض ہے۔ اور ساری  
رگیں بطوریت پیٹے کے لئے اس کی

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم المعدۃ حوض البدن  
والعروق الیہا واردة فانما  
صحۃ المعدۃ صلاۃ العروق

بالصحة واذا فسدت المعدة | طرف آئی ہوتی ہیں۔ اس لئے جب معدہ اچھا  
صلاحت العروق بالسقم (بھیتی) | تندرست ہوتا ہے۔ تو وہ رگیں عمدہ رطوبت  
لینے کے سبب صحت لیکر پھرتی ہیں۔ اور جب وقت معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ تو یہ رگیں  
خراب رطوبت لینے کے سبب بیماری لے کر پھرتی ہیں۔

ایک حکیم نے کسی صحابی سے یہ سوال کیا تھا۔ کہ اسلام میں علم طب کی بھی  
تعلیم دی گئی ہے۔ تو ان صحابی نے یہ حدیث سنائی جس کو حکیم سن کر غش غش کرنے  
لگا۔ اور کہا پیغمبر اسلام نے ساری طب کا خلاصہ اس میں بیان فرمایا ہے۔ اور ہمارا  
بھی یہی اصول ہے۔ زمانہ حال کے ڈاکٹر اور طبیب بھی بیماریوں کا پیش خیمہ معدہ  
کی خرابی بیان کرتے ہیں۔ اور علاج میں معدہ کی اصلاح کو مقدم قرار دیتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ | ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ جو شخص ایک مہینہ میں | وسلم فرماتے تھے۔ کہ جو شخص ایک مہینہ میں  
ثلاث غداوات فی کل شہر لہ یصبہ | تین روز صبح کے وقت شہد چاٹ لیا  
عظیم من البلاء (ابن ماجہ) | کرے تو اس کو کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی۔

اطباء بھی شہد کی توفیق میں طب اللسان میں حقیقت یہ ہے۔ کہ شہد  
سُدوں کو کھولتا ہے۔ جگر کو تقویت دیتا ہے۔ خون صلیح پیدا کرتا ہے۔ جو چیز  
اس قدر فائدہ بخش ہو۔ اس کے استعمال سے کیا عجب ہے کہ بڑی بڑی بیماریوں کا  
تحفظ ہو جائے۔ (باقی دارد)

## نالہ دل

(از جناب صفی بکھنوی)

کس قوم سے بہت میں یا جو صلہ میں کم تھے | جب جوشِ حمیت تھا دنیا میں ہمیں ہم تھے  
میدانِ شجاعت میں اسدِ ری عرقِ یزیدی | رخنوں کیلئے اپنے ہم آپ ہی مرہم تھے  
اسلام کا شیرازہ ترتیب دیا کس نے | اقوام کے مجموعے جب درہم و برہم تھے  
شاگردِ رحمتِ اہی استادِ زمانہ میں | ہم شرحِ مکمل تھے ہم خلقِ محبت ہم تھے



میزان تواضع میں جھکتا ہی رہا بلکہ  
سینوں میں تھے گنجینے اسرار حقیقت کے  
یوں مد منظر باہم تھے علم و عمل ہم کو  
خود اپنے ہی ہاتھوں سے اس جہ کو پہنچو ہم  
یا ذلت و خواری کے سامان مہیا ہیں  
احوال صغی اپنا افسانہ بہت تر ہے

لاکھوں پہ ہے بھاری بھر پوریت کم تھے  
ایمان کی قوت سے دل قلعہ فحکم تھے  
گویا ورقِ دل پر دونوں حظ تو اُم تھے  
یا سب سے مؤخر میں یا سب سے مقدم تھے  
یا جاہ و تجل کے اسباب فراہم تھے  
انجام میں کیا ہم ہیں آغاز میں کیا ہم تھے

(ماخوذ)

## کیفیت کارکردگی

### بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ

۳۰۔ ربیع الثانی تک کے کوائف درج رسالہ ماہ اکتوبر ہو چکے ہیں۔ قارئین کرام کی آگاہی کیلئے ماہ جمادی الاول کی رپورٹ درج کی جاتی ہے۔

(۱) تبلیغ۔ خاکسار مدیر کو اس ماہ میں کوٹ مومن۔ چک نمبر ۳۰۔ لیبانی۔ چنیوٹ اور بھالہ میں جانا پڑا۔ کم از کم تیرہ تقاریر کرنے کا موقع مختلف مقامات پر ملا دیگر اراکین و اعزازی مبلغین نے اس ماہ میں اضلاع گجرات و جھنگ میں طویل دورہ کیا۔ ان کی مفصل رپورٹ ابھی تک دفتر میں موصول نہیں ہوئی۔

(۲) اصلاح رسوم کے لئے مسلسل جدوجہد ہو رہی ہے۔ کئی شاخ ویاں شریعت کے مطابق ہوئیں۔

(۳) دارالعلوم۔ بفضلہ کامیابی سے جاری ہے۔ اس وقت قریباً ۱۸ تالیفیں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(۴) مالی حالت۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے پوری طرح توجہ نہیں کی۔ ماہ ستمبر میں چیدہ اصحاب کے نام خطوط ارسال کئے گئے تھے۔ اور انہیں رسالہ شمس الاسلام کی ترویج اشاعت میں حصہ لینے اور حزب کی مالی حالت کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ مگر سوائے دو تین اصحاب کسی نے توجہ نہیں

حالات بدست بدتر ہو رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے  
وہی مسبب الاسباب ہے۔ عاجزوں کا دستگیر اور کمزوروں کا آسرا ہے۔  
۵، شکرہ معاونین۔ اس ماہ میں حسب ذیل اصحاب نے اعانت  
میں حصہ لیا۔ چودھری فتح محمد صاحب ساکن بٹالہ پانچروپیہ۔ بذریعہ مولوی  
خلیل الرحمن صاحب مہیڈ ماسٹر سکول کوٹ موہن لہریہ (حکیم علی محمد صاحب  
دہلوی بمبئی پانچروپیہ۔

علاوہ ازیں حاجی میاں محمد سعید صاحب مہتہ رئیس و صدر انجمن اسلامیہ  
بھیرہ نے دس روپیہ ماہوار عطا فرماتے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب  
موصوف کو تادیر زندہ رکھے۔ ایسے مخیر حضرات کا دم غنیمت ہے۔  
مفتی عطاء محمد صاحب رتوی نے اپنے وعظ میں لوگوں کو مدرسہ کی  
امداد کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ پندرہ روپیہ نقد چندہ فراہم ہوا۔ اور بعد ازاں  
میاں کرم دین صاحب کپور نے پانچ روپے۔ میاں غلام محی الدین صاحب اڈھیا  
نے ایک روپیہ اور میاں محمد صدیق صاحب نے دو روپے عطا فرمائے۔ اور  
ایک روپیہ ماہوار امداد کا وعدہ کیا۔ فجزا ہم اللہ احسن الجزا۔  
حسب ذیل حضرات نے رسالہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں  
حصہ لیا۔

میاں شمس الدین صاحب ساکن موہن ڈیپو۔ ۲۰ خریدار  
مولوی نور الدین صاحب انصاری نونہ۔ ۲۰ خریدار  
پیر پٹی شاہ صاحب قسطنطنیہ۔ ایک خریدار۔ مولوی محمد سید صاحب اٹھوڑی۔ ایک خریدار  
جب تک دو سو مزید خریدار رسالہ مہتاب نہ ہوں۔ رسالہ کے مصارف بچے  
نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اگر چند خریدار اپنے حلقہ اثر سے کم از کم دو خریداروں کا  
چند دفتر میں بھجوا دے۔ تو مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ ستمبر ۱۳۱۹ھ  
۶۔ ماہواری آمد و خرچ کا نقشہ۔ بابت ماہ جمادی الاول۔  
تفصیل مداخل۔ چندہ ارکان۔ برائے طبعا دوا العلوم۔ ماہواری سالہ۔ میزان  
لہ ۵۱ لہ ۵۰ لہ ۴۹ لہ ۴۸ لہ ۴۷ لہ ۴۶ لہ ۴۵ لہ ۴۴ لہ ۴۳ لہ ۴۲ لہ ۴۱ لہ ۴۰ لہ ۳۹ لہ ۳۸ لہ ۳۷ لہ ۳۶ لہ ۳۵ لہ ۳۴ لہ ۳۳ لہ ۳۲ لہ ۳۱ لہ ۳۰ لہ ۲۹ لہ ۲۸ لہ ۲۷ لہ ۲۶ لہ ۲۵ لہ ۲۴ لہ ۲۳ لہ ۲۲ لہ ۲۱ لہ ۲۰ لہ ۱۹ لہ ۱۸ لہ ۱۷ لہ ۱۶ لہ ۱۵ لہ ۱۴ لہ ۱۳ لہ ۱۲ لہ ۱۱ لہ ۱۰ لہ ۹ لہ ۸ لہ ۷ لہ ۶ لہ ۵ لہ ۴ لہ ۳ لہ ۲ لہ ۱



ہم سیال جیارم - شرح عقاید - ہایہ اخیرین - مشکوٰۃ شریفی مہ مقدمہ جلالین  
بقیہ - مختصر معانی - دیوان متنبی - ترویذ مذاہب باطلہ کیلئے کتب کا مطالعہ مفید کی مشق -  
اہل علم حضرات کا اس نصاب کے متعلق بہترین مشورہ شکر یہ کیا تھا قبول  
کیا جائیگا - اس نصاب مقصود تھوے عرصہ میں مساجد کیلئے انام - اور تبلیغ  
کیلئے تبلیغ و مناظر پیدا کرنا ہے - درس نظامی کے مطابق جو طالب علم تعلیم  
حاصل کرنا چاہے - وہ بھی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر سکتا ہے -

نقطہ

قُلْ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ

اللہ اللہ بول غفلت چھوڑے  
روئے دل کو سوئے جاناں موڑے

ذکر حق کر چھوڑ دے ذکر فضول | یاد حق سے ہوس تر کا حصول  
فاد ذکر حق امر حق کو کرت قبول | تاکہ آذکر کلمہ کی نعت ہو وصول

اللہ اللہ بول غفلت چھوڑے  
روئے دل کو سوئے جاناں موڑے

نام حق کی جس نے عزت یہاں | پائیگا وہ عزت و حرمت دہاں

حزب الانصار کا عظیم الشان جلسہ ۱۹۳۳ء

احتشام کے ساتھ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۳۳ء بروز ہفتہ و آیت دار جامع سجدی بھیرہ  
میں منعقد ہوگا - نامور علماء کرام و عظیمین عظام اپنے بیانات سے محفوظ فرمائیں گے -  
جملہ اہل اسلام اس موقع کو غنیمت سمجھ کر بھاری تعداد میں شامل جلسہ ہو کر محفل  
فرمائیں - باہر سے تشریف لانے والے حضرات بسترہ ہمراہ لائیں قیام و طعام کا  
انتظام انجمن کی طرف ہوگا - باہر سے تشریف لانیوالے حضرات اکیڈن پہلے مطلع فرمائیے  
خاکستہ ناظم حزب الانصار - بھیرہ - پنجاب



# ہندوستان کا مشہور کثیر الاشاعت ماہوار رسالہ رفیق بالصور بلند شہر

رفیق بہترین ماہوار بالتصویر سالہ ہے جس میں ہر قسم کے اصلاحی - ادبی - تاریخی - تمدنی اور تفریحی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ رفیق کے افسانے اور کہانیاں قابل دید اور نہایت دلچسپ ہوتی ہیں۔ اور بہت شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ رفیق میں بہترین صنعتی ترکیبیں اور قیمتی تدابیر درج ہوتی ہیں جن سے بہت سے روزگار باکار بن گئے۔ اور روزگار سے لگ گئے ہیں۔ رفیق کی تصاویر قابل دید ہوتی ہیں۔ رفیق میں مشہور و خطرناک امراض کے موجب تیر بہذی نسخہ درج ہوتے ہیں جن سے بیمار فوراً حاصل ہو جاتا ہے۔ رفیق میں لذیذ کھانوں کی تجربہ کی ہوئی ترکیبیں ہوتی ہیں عرصہ رفیق اردو کا ایک شہر قابل دید رسالہ ہے جو عمدہ چھپنے کا غنیمت ماہوار بالتصویر بلند شہر سے شائع ہوتا ہے۔ اور ملک کے مشہور رسائل اور اخبارات نے اس کی نسبت بہترین رائیں کہی ہیں۔ پتہ میٹرو رسالہ رفیق بلند شہر

جو جلد دیتی ہے مردوں کو  
وہ یہ اکبر ہے  
گیاہیت  
جو خطا کرتا نہیں وہ جیلا  
یہ تیر ہے

یہ ایک نہایت ہی اعلیٰ اجود اثر اور مقوی دوائی ہے جس کی طاقت ضبط کرنا مشکل ہے اور ان شائقین کیلئے جو مکمل اور متبر دوائی کو استعمال کرنا چاہتے ہیں کچھ دھاتوں کے کشتہ جادو اور میانی کے اجزاء بنائی جاتی ہے طاقت کی کمی اور عسرت و جرباں کیلئے لاجواب چیز ہے نصف تکی کھانیکے درمیان کھاکر باقی غذا اوروں کھاٹی جاتی ہے۔ کیا سہی بالوس اور گیا گنداریو چید خوراک میں مرد بن جاتا ہے۔ اوس کو بٹش اور ناکام کو کامیاب بنانا اس ایک کام ہے۔ اگر آپ از سر نو جوانی کا لطف دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اسے از مار دیکھیں۔ اس کیساتھ پیرزہ کسی قسم کا نہیں۔ قیمت پچھ فی بکس۔ غیر شادی شدہ نہ منگوائیں۔ تیسے کا پتہ ہے حکیم مولوی غلام سول مہتمم دواخانہ چشمہ شفا بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب

# مَنْ انْصَارِيَ إِلَى اللَّهِ

حزب انصار ایہ مخلص کل رکنوں کی جماعت ہے جن کا مقصد وحید خدمتِ اسلام و مسلمین ہے۔ ہر مسلمان کیسے اس کا داخلہ کھلا ہے۔ ہر وہ جس کے سینہ میں ولولہ عمل موجود ہے جو ملتِ اسلام کی زبوں حالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب انصار میں شامل ہو کر ایک نظام کے ماتحت سرگرم عمل ہو جائے۔

## اغراض و مقاصد

(۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔  
(۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

**طریقہ کار** اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کیلئے ایسے اداروں کا اجراء جس میں طلباء و بنیات کی علمی تنویر حاصل کیے محکم عالم تبلیغ اور مناظرین مکر فکلیں۔ اور کام کی ہدایت و تقویت دین باعث بنیں (۲) ایسا کتب خانہ قائم کرنا جس میں جملہ علوم و فنون و دیگر مذاہب باطلہ کی کتب جمع کی جائیں۔ جن کے مطابق مدرسین و مبلغین اور طلباء کی نظر غائر اور خیالات عالی ہوں اور عام شائقین اس کے مطابق مستفیض ہو سکیں۔ مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ وعظ و تقریر عامہ مسلمین خصوصاً دیہاتیوں کو تبلیغ احکام الہی کریں جس سے ان اخلاق و معاشرت کی معاش۔ رسوم و عادات شرعیہ مطابقت ہو سکیں۔

(۴) اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیلئے ماہواری رسالہ کا اجراء ضرورت سرفروش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تکمیل کیلئے کارکنان حزب انصار کا ہاتھ بٹائیں۔ یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی سر انجام ہوتا ہے۔ جامع مسجد بھیر میں ادارہ غزیرہ قائم ہو چکا ہے جس میں علوم غریبہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم تدریس طلباء کیلئے رہائش و خوراک کا انتظام موجود ہے۔ بوجہ کی سوا کتب خانہ کے قیام کیلئے شکلا دیش میں دو مسند حضرات کتب خرید کر قنفراویں اسطرح سے آسانی کی کتب خانہ قائم ہو سکیگا۔ یتیم لاوارثا و غلس خوں کی تعلیم و تربیت عوراک رہائش کیلئے خاں انتظام کیا گیا ہے مبلغین و دیہاتیوں دورہ کے نئی زندگی کی روح پھونک رہے ہیں۔ رسالہ اسلام حزب انصار کی طرف جاری ہے ان میں مصدا پر ۲۰۰ روپیہ ماہوار زیادہ خرچ ہوا ہے حزب انصار کے مفلس مسکین کو دولت بتیا کر ان کی حیثیت زیادہ مصارف سے تحمل میں جملہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ اس کا رخ میں حصہ لیں۔ آگ میں اڑ کر گرا پڑنا نہ یہ کہتا ہوا۔ آئیرے ساتھ آکر مردانگی کا جوش ہے



نبی کریم ﷺ کے ملازم و غنیمت شمار

# دعوت عمل

زناں پشیر کہ بانگ برآید سلاں غامد

۱۔ حزالہ نصل کے مفاد و اغراض و طریقہ عمل سرورق رسالہ کے تیسرے صفحہ پر درج ہے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ ذیل کے طریقوں آپ اس اسلامی فوجد کی بیاہری میں ہیں۔

۲۔ اپنی ماہواری آمدنی کے کچھ حصہ مقرر کریں جو ماہ باہ خرچ نہ ہوتا ہے۔ نیز اس کے رکن بن کر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے۔

۳۔ اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا خاص حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب و طلباء اور بیچہ لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم تربیت خوارک و کمائیں کا ذریعہ حزب النصار کے لئے رکھا ہے۔

۴۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام کے خریدارین کو حزب النصار کو اس کے ملایم مصارف سے سبکدوشی میں امداد دیجئے۔ نیز رسالہ کی اشاعت و وسیع کرنے کے لئے سعی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جس میں رسالہ نہ جاتا ہو یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک محل عالم۔ مبلغ اور منظر کے جانے کے برابر ہے۔

۵۔ رہنمائی مسالین غزنیہ آگاہ مسلم بچے جہاں ہیں ان کو تعلیم و تربیت کے لئے دارالعلوم غزنیہ بھیجیں۔ تاکہ بڑی صحبت کے اثر سے بچکر اسلام کے خادم بن سکیں۔

۶۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم غزنیہ میں بھیجیں چار سال میں معمر کی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ اما مان مساجد کو مجبور کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے دیکھ میں بھیجیں۔

۷۔ اہل فہم حضرات رسالہ کی قلمی امانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ اور بختہ حضرات کا فرض ہے کہ کہ کتابیں اپنے پاس یا خرید کر گنت خانہ حزب النصار کے لئے وقف فرمائیں تاکہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں۔ بجز جن کتب کی ضرورت ہے۔ وہ بذریعہ استغفار مستحکم فرمائیں۔

۸۔ اپنے علاقہ میں غیر ذمہ دار کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہ کر اور اگر ضرورت ہو تو حزب النصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جہد کے انعقاد کا انتظام فرمائیں۔

۹۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو بوجہ تبلیغ حزب النصار میں اپنا نام درج کرائیں۔

۱۰۔

## ناظم حزب النصار بحیرہ پنجاب

بھٹانم طور احمد ابدی۔ پٹر ویاں شہر ہریس کوڈہ پلج ہوکر دفاتر رسالہ شمس الاسلام بحیرہ پنجاب میں